ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية) شمارہ:36 دسمبر ۲۰۱۱ء جنوری ۲۰۱۲ء بمطابق محرم صفر ۱۴۳۳ھ



قبلۂ اول آواز دیتا ہے!

ابوشحمہ سے منسوب قصہ کی اصل حقیقت

سنئے! آپ کا بچہ آپ سے کیا چاہتا ہے؟

افسوس میری قوم بدلتی نہیں کروٹ

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

جمعية النجاة الخيرية

DECEMBER .indd 1 1/17/12 1:10 PM

مسلمان کی طاقت کا اصل منبع

دوسری صدی ہجری کی ابتداء کا واقعہ ہے کہ سجستان درج (موجودہ افغانستان) کے فرماں روا نے جس کا خاندانی لقب رتبیل تھا بنی امیہ کے عمال کو خراج دینا بند کر دیا۔ پیہم چڑھائیاں کی گئیں مگر وہ مطیع نہ ہوا۔ یزید بن عبدالملک اموی کے عہد میں جب اس کے پاس طلب خراج کے لیے سفارت بھیجی گئی تو اس نے مسلمانوں کے سفراء سے دریافت کیا:

"وہ لوگ کہاں گئے جو پہلے آیا کرتے تھے؟ ان کے پیٹ فاقہ زدوں کی طرح پٹے ہوئے ہوتے تھے۔ پیشانیوں پر سیاہ گٹے پڑے رہتے تھے اور کھجوروں کی چپلیں پہنا کرتے تھے۔"

کہا گیا کہ وہ لوگ تو گزر گئے۔

رتبیل نے کہا:

"اگر چہ تمھاری صورتیں ان سے زیادہ شاندار ہیں، مگر وہ تم سے زیادہ عہد کے پابند تھے، تم سے زیادہ طاقتور تھے۔"

مؤرخ لکھتا ہے کہ یہ کہہ کر رتبیل نے خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا اور تقریباً نصف صدی تک اسلامی حکومت سے آزاد رہا۔

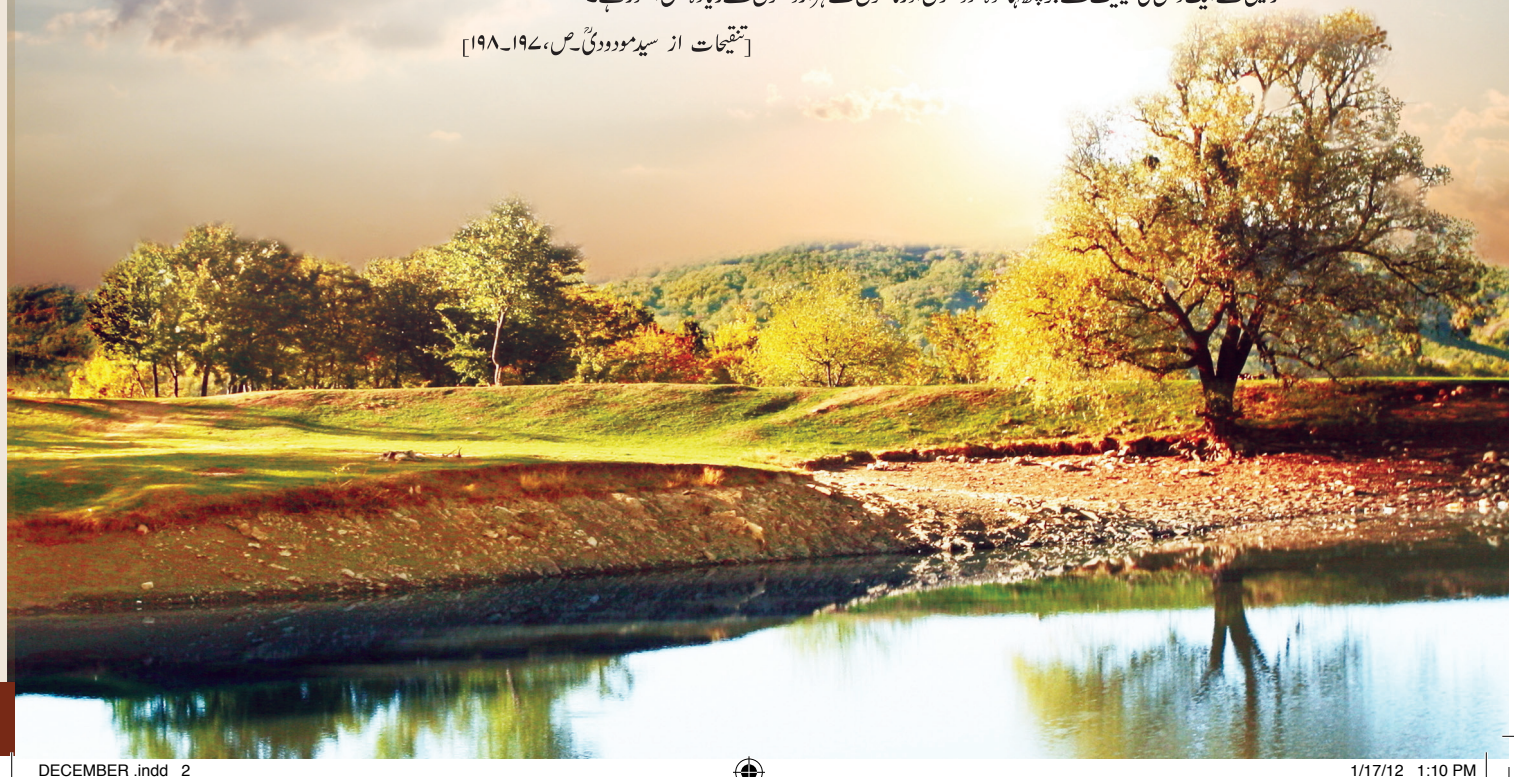
یہ اس عہد کا واقعہ ہے جب تابعین و تبع تابعین کثرت سے موجود تھے۔ آئمہ مجتہدین کا زمانہ تھا۔ نبی ﷺ کی وفات کو صرف ایک صدی گزری تھی۔ مسلمان ایک زندہ اور طاقتور قوم کی حیثیت سے دنیا پر چھا رہے تھے، ایران، روم، مصر، افریقہ، اسپین وغیرہ ممالک کے وارث ہو چکے تھے اور ساز و سامان، شان و شوکت اور دولت و ثروت کے اعتبار سے اس وقت دنیا کی کوئی قوم ان کی ہم پلہ نہ تھی۔ یہ سب کچھ تھا۔ دلوں میں ایمان بھی تھا۔ احکامِ شریعت کی پابندی اب سے بہت زیادہ تھی، سمع و طاعت کا نظام قائم تھا۔ پوری قوم میں ایک زبردست ڈسپلن پایا جاتا تھا۔ مگر پھر بھی جو لوگ عہد صحابہؓ کے فاقہ کش خستہ حال صحرانشینوں سے زور آزمائی کر چکے تھے انہوں نے ان سروسامان والوں اور ان بے سروسامانوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق محسوس کیا۔ یہ کس چیز کا فرق تھا؟

فلسفہ تاریخ والے اس کو محض بداوت و حضریت کے فرق پر محمول کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ پرانے بادیہ نشین زیادہ جفاکش تھے اور بعد کے لوگوں کو دولت اور تمدن نے عیش پسند بنا دیا تھا۔ مگر میں کہوں گا کہ یہ فرق دراصل ایمان، خلوصِ نیت، اخلاق اور اطاعتِ خدا اور رسول ﷺ کا فرق تھا۔ مسلمانوں کی اصلی قوت یہی چیزیں تھیں، انکی قوت نہ کثرت تعداد پر مبنی تھی، نہ اسباب و آلات کی افراط پر، نہ مال و دولت پر، نہ علوم و صناعات کی مہارت پر، نہ تمدن و حضارت کے لوازم پر، وہ صرف ایمان و عمل صالح کے بل پر ابھرے تھے۔

اسی چیز نے ان کو دنیا میں سربلند کیا تھا۔ اسی نے قوموں کے دلوں میں ان کی دھاک اور ساکھ بٹھا دی تھی۔ جب قوت و عزت کا یہ سرمایہ ان کے پاس تھا تو یہ قلتِ تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود طاقتور اور معزز تھے۔ اور جب یہ سرمایہ ان کے پاس کم ہو گیا تو کثرتِ تعداد اور سروسامان کی فراوانی کے باوجود کمزور اور بے وقعت ہوتے چلے گئے۔

رتبیل نے ایک دشمن کی حیثیت سے جو کچھ کہا وہ دوستوں اور ناصحوں کے ہزار وعظوں سے زیادہ سبق آموز ہے۔

[تنقیحات از سید مودودیؒ۔ ص، ۱۹۷۔۱۹۸]



مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح
ماہنامہ

شمارہ:36 دسمبر ۲۰۱۱ء جنوری ۲۰۱۲ء بمطابق محرم صفر ۱۴۳۳ھ

سرپرست اعلی
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية الدعوة الطبية

رابطہ کا پتہ

پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاة 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT. 104,160
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
مصباح سائٹ: www.misbahmagazine.com

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

گرافک ڈیزائن
نادر بلال

مؤسسة زخرف للدعاية والإعلان
Zukhruf Advertising Agency
www.zukhruf.net
Tel. 99993072

اس شمارے میں

کالمز	مضامین	قلمکاران	صفحہ
تجلیات	افسوس میری قوم بدلتی نہیں کروٹ	صفات عالم محمد زبیر تیمی	2
صدائے عرش	فضائلِ صحابہ	ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد	3
آئینۂ رسالت	اپنا کام کرتے رہیے	محمد قطبؒ	3
ہدایت کی کرنیں	میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟	صفات عالم محمد زبیر تیمی	4
مناجات	دعا ایک نادیدہ خزانہ ہے	محمد ابرار کلیم القاسمی	5
لمحۂ فکریہ	قبلہ اول آواز دیتا ہے!	مولانا سید احمد ومیض ندوی	6
بحث وتحقیق	ابوشحمہ سے منسوب قصہ کی اصل حقیقت	شیخ عبدالرؤف عبدالحنان	8
چراغ منزل	امام حرم مدنی شیخ عبدالرحمٰن بن علی الحذیفی	مبصر الرحمٰن القاسمی	11
نکہتِ گل	سمجھا لہو کی بوند اگر تو اسے تو خیر.....	اعجاز الدین عمری	12
روبرو	پروفیسر اے کے صدیق حسن سے ایک ملاقات	محمد خالد اعظمی	15
نقش راہ	"آپ کا شیشہ"	محمد آصف ریاض	16
باغیچۂ اطفال	سنئے! آپ کا بچہ آپ سے کیا چاہتا ہے؟	اشتیاق احمد	17
طب وصحت	فرسٹ ایڈ یا گھریلو نسخے	ڈاکٹر بلیغ الدین جاوید	18
روبرو	عالمی خبریں	محمد خالد اعظمی	19
دینی سرگرمیاں	قرآن ہمارا دستور حیات ہے	ادارہ	20



ستقرأ في هذا العدد

☆كلمة العدد(أيهاالمسلم! كن عالى الهمة) ☆ قبس من القرآن الكريم (السابقون الأولون) ☆ قبس من الأحاديث النبوية (أغرس الفضيلة) ☆ لماذا أسلمتُ ☆ أهمية الدعاء ☆الأقصى يناديكم ☆ حقيقة القصة المنسوبة بأبى شحمة ☆ نبذة عن حياة الامام الحرم المدنى الشيخ عبدالرحمن بن على الحذيفى ☆عذب الكلام ☆حوارمع البروفيسورامے کے صدیق حسن ☆ مرآتک أمامک ☆ هل فكرت يوما ماالذى يطلب أولادک منک؟ ☆ الطب والصحة☆ أخبارالعالم الاسلامى ☆ أنشطة الجاليات المسلمة

DECEMBER .indd 1 1/17/12 1:10 PM

افسوس میری قوم بدلتی نہیں کروٹ

اسلام ساری انسانیت کے لیے رحمت کا پیغام بن کر آیا ہے، اس کی آفاقی تعلیمات میں انسانی زندگی میں پیش آنے والے سارے مسائل کا مکمل حل موجود ہے، اس میں انسانی فطرت اور اس کے تقاضے کی پوری رعایت رکھی گئی ہے تاکہ انسان چاہے وہ جس ملک، جس زمانے اور جس قبیلے سے تعلق رکھتا ہو اس کے گہوارہ میں امن وسکون اور سعادت کی زندگی گذار سکے۔ لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سامان گو کہ بیش قیمت اور گراں مایہ ہو اگر اس کی تشہیر مطلوبہ طریقے سے نہ کی گئی تو صارفین کی نظروں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، بلکہ رفتارِ زمانہ کے ساتھ لوگ اسے فرسودہ اور از کار رفتہ سمجھنے لگتے ہیں۔

صد حیف آج یہی صورتحال تقریباً اسلام کی ہے، چنانچہ ایک طرف عالمی میڈیا جہالت اور مذہبی تعصب کی بنیاد پر اسلام پر مختلف قسم کے اعتراضات کئے جارہا ہے، تو دوسری طرف خود ہماری نئی نسل کے ذہنوں میں اسلام کے خلاف بھانت بھانت کے سوالات پیدا ہورہے ہیں، ممکن ہے آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہورہا ہو کہ ہم شاید اپنی قوم سے بدظنی کے شکار ہیں یا ان کی کوششوں کی ناقدری کررہے ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے، ہمیں اپنی قوم کے باہمت نوجوانوں پر فخر ہے، تاہم جس حد تک ہمارے پاس افراد ہونے چاہیے تھے نہیں ہیں، جب ہم اپنے حلقے میں ہوتے ہیں تو خوش فہمی کے شکار ہونے لگتے ہیں کہ ماشاء اللہ ہمارے پاس دین کی خدمت کرنے والے احباب کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے لیکن جب ملکی اور عالمی سطح پر اہل باطل کی چستی، اور باطل کے فروغ کے لیے منصوبہ بندی کے سامنے اہل حق کی سستی اور حق کے فروغ میں بے حسی پر غور کرتے ہیں تو کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ اور ہمیں اپنی کوتاہی کا پورا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اگر ہمارے پاس کسی چیز کی کمی ہے تو بلند ہمت، اولوالعزم اور فولادی ارادہ کے مالک افراد کی، جو اسلام کو عملاً اپنی زندگی میں نافذ کرکے گھر گھر اس کی تشہیر کرتے۔ اسلامیات کا گہرا مطالعہ کرنے والا ایک مستشرق جب اس نکتہ پر پہنچتا ہے تو بے لاگ یہ تبصرہ کرنے پر مجبور ہوتا ہے کہ:

یا لہ من دین لو کان لہ رجال ''کیا ہی عمدہ دین ہے کاش کہ اسے ویسے افراد مل جاتے''۔ شاید امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسی ہی نازک حالت کے لیے یہ دعا کی تھی **اللھم انی أعوذ بک من جلد الفاجر وعجز الثقة** ''اے اللہ! میں تجھ سے فاجر کی ہمت وقوت اور ثقہ کی پست ہمتی وکوتاہی سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

جی ہاں! اگر ایک مسلم کوتاہ ہے تو اس سے اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا گو کہ اس کے ایمان کی گواہی پوری زمین دیتی ہو، وہ معاشرے کے لیے مفید نہیں بن سکتا، بلکہ بسا اوقات اس کی کوتاہی باطل کو معاشرے میں پروان چڑھنے کا موقع فراہم کرے گی۔

ایک انسان جو اپنی ذات تک محدود ہو وہ معاشرے کے لیے عضو معطل ہے، کتنے لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ہم نے نماز روزے کی پابندی کرلی تو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوگئے، حالانکہ ایک مسلمان کی ذمہ داری محض یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات کی اصلاح کرلے اور بس بلکہ اسے 'خیر امت' کا لقب اس بنیاد پر دیا گیا ہے کہ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہے، وہ خیر کا ہرکارہ ہے۔ آج انسانی معاشرے کو غفلت کیش اور پست ہمت عابد وزاہد کی ضرورت نہیں بلکہ بیدار مغز اور بلند ہمت داعی کی ضرورت ہے جو خود کی اصلاح کے ساتھ کفر وشرک کی شب تاریک میں ایمان وعمل کی قندیل روشن کرسکے۔ اس کی ذات سے دوسروں کو فیض پہنچ سکے، اس کا وجود انسانیت کے لیے نیک فال بن سکے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش ہو، اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل یہ ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں خوشی کی لہر دوڑا دو، یا اس کی کسی پریشانی کو دور کردو، یا اس کا قرض ادا کردو، یا اس کی بھوک مٹادو، میں کسی مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے چلوں' یہ میرے لیے مسجد (نبوی) میں ایک مہینہ اعتکاف میں بیٹھنے سے بہتر ہے''۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر و حسنہ الالبانی فی الصحیحة 906)

یہ ہے ایک سچے مسلمان کا حقیقی خدوخال جو ہمیشہ حرکت میں ہوتا ہے، جو شجر سایہ دار ہوتا ہے جس کے سایہ سے خاص وعام سب کو یکساں فائدہ پہنچتا ہے۔ لیکن جب ہم قوم مسلم کا عمومی تجزیہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آج ہماری اکثریت اپنی ذات کے خول میں گم ہے، ہمیں دوسروں کی کوئی پرواہ نہیں، اور جہاں اسلامی تشخص کا مسئلہ ہو وہاں ہماری بے حسی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ ہم اپنی پہچان تک کھو بیٹھتے ہیں بالخصوص جب کثیر مذہبی معاشرے میں کسی منصب اور عہدے پر فائز کردیئے جائیں تو ہماری بے حسی مزید وآتشہ ہوجاتی ہے، بسا اوقات روشن خیالی اور رواداری کے نام پر اپنے دین وایمان تک کا سودا کر بیٹھتے ہیں۔ ہماری ذات سے اپنی قوم کو فائدہ کم پہنچتا اور دوسروں کو زیادہ پہنچتا ہے۔

دوسری جانب کفار ومشرکین قوم پروری میں پیش پیش اور اپنے باطل مذہب کے فروغ میں تن من دھن کی بازی لگاتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ عالمی سطح پر اہل باطل ذرائع ابلاغ کے ذریعہ شہوات اور شبہات کو ہوا دینے کے لیے ان سارے وسائل کو بروئے کار لا رہے ہیں جو ان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرسکیں۔ جب ملکی اور قومی سطح پر ان کی کوششوں کا جائزہ لیں تو شہر، قصبہ اور بستی کا وہ کون سا علاقہ نہیں ہے جہاں عیسائی مشنریز اور قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیاں جاری نہ ہوں۔ ایک عیسائی کو اس کا باطل مذہب اتنا پیارا ہے کہ ملازمت سے فارغ ہوتے ہی کلیسا کی ایماء پر بائبل بغل میں دبائے عوامی مقامات پر پہنچتا ہے، اور جہاں موقع ملا بائبل کی تعلیم شروع کردیتا ہے، گھر گھر عیسائی لٹریچر پہنچاتا ہے، کمپنیوں میں اپنے افراد پر کڑی نظر رکھتا ہے۔ ایک پاکستانی نومسلم نے ہمارے سامنے اعتراف کیا کہ وہ وفرہ کے علاقے میں ہر ہفتہ غذائی اشیاء کے ساتھ بائبل تقسیم کیا کرتا تھا۔

قوم پروری کی طرف دھیان دیں تو ایک غیر مسلم جب کہیں برسر روزگار ہوتا ہے تو اس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہاں اس کے ہم مذہب زیادہ سے زیادہ تعداد میں پہنچ سکیں۔

کویت میں راقم سطور نے ہندوستان کے ہندوؤں کو بھی قریب سے دیکھا ہے، وہ اپنی اجتماعیت بحال رکھنے کے لیے خاص علاقے میں رہنا پسند کرتے ہیں، مذہبی شعار کی ادائیگی کے لیے روزانہ اکٹھا ہوتے ہیں، اپنی قوم کے تنگ دستوں کے لیے ماہانہ رقم جمع کرتے ہیں۔

اب ذرا دل کو ٹٹولیں اور من سے پوچھیں کہ ان کے مقابلہ میں ہم نے کیا کیا ہے؟ کس حد تک ہم نے اپنی قوم کے بارے میں سوچا ہے؟ کس حد تک ہم نے انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ ادا کیا ہے؟ آخر ہم کیسے خود کو آفاقی پیام کا علمبردار کہہ سکتے ہیں؟؟؟

بیدار ہوئی جاتی ہے دنیا کی ہر ایک قوم افسوس میری قوم بدلتی نہیں کروٹ

صفات عالم محمد زبیر تیمی

safatalam12@yahoo.co.in

DECEMBER .indd 2 1/17/12 1:11 PM

صدائے عرش

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد

فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (سورۃ التوبۃ 100)

ترجمہ: ''اور مہاجرین وانصار میں سے وہ اولیں لوگ جو کہ (ہجرت کرنے اور ایمان لانے میں) دوسروں پر سبقت لے گئے، اور وہ دوسرے لوگ جنہوں نے ان سابقین کی اخلاص کے ساتھ پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہوگیا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوگئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے، (اور) یہی عظیم کامیابی ہے''۔

تشریح: اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالی نے تین قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے:

(1) مہاجرین: جنہوں نے رب العزت کے دین کی خاطر اپنے آبائی وطن اور مال ومتاع کو چھوڑا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

(2) انصار صحابہ، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نصرت ومدد کی اور ان کے لیے اپنا سب کچھ قربان کردیا۔

اللہ تعالی نے ان دونوں (مہاجرین وانصار) میں سے ان حضرات کا تذکرہ فرمایا ہے جو ہجرت کرنے اور ایمان لانے میں سبقت لے گئے یعنی سب سے پہلے ہجرت کرکے اور سب سے پہلے ایمان قبول کرکے وہ دوسروں کے لیے نمونہ بنے۔

(3) وہ حضرات جنہوں نے ان سابقین اولین کی اخلاص ومحبت سے پیروی کی اور ان کے نقش قدم پہ چلے، ان میں متاخرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور قیامت تک آنے والے وہ تمام لوگ شامل ہیں جو انہیں معیارِ حق تصور کرتے ہوئے ان کے پیروکار رہیں گے۔

تینوں قسم کے لوگوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالی نے انہیں دو خوشخبریاں سنائی ہیں:

☆ ایک یہ کہ اللہ تعالی ان سے راضی ہوگیا ہے، یعنی ان کی لغزشیں معاف کردی ہیں اور ان کی نیکیوں کو شرفِ قبولیت سے نوازا ہے۔

☆ اور دوسری یہ کہ اللہ تعالی نے ان کے لیے جنات تیار کردی ہیں جن میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

محمد بن کعب القرضی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے تمام صحابۂ کرام کی مغفرت کردی ہے اور اپنی کتاب میں ان کے لیے جنت کو واجب قرار دیا ہے، ان میں سے جو نیک تھا اس کے لیے بھی اور جو خطا کار تھا اس کے لیے بھی، پھر انہوں نے قرآن مجید کی یہی آیت تلاوت کی اور کہا: ''اس میں اللہ تعالی نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے رضامندی اور ان کے لیے جنت کا اعلان کیا ہے اور ان کے پیروکاروں کے لیے بھی یہی انعام ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ان کی اخلاص ومحبت سے پیروی کریں''۔ (الدر المنثور 4/272)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لاتسبوا أصحابی فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذهباً مابلغ مُدّ أحدهم ولا نصيفه ترجمہ: ''میرے ساتھیوں کو گالیاں مت دینا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ نہ ان کے ایک مدّ کے برابر ہوسکتا ہے اور نہ آدھے مدّ کے برابر''۔ (البخاری 2541، 3673 مسلم 2540)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: من سب أصحابی فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين ترجمہ: ''جس شخص نے میرے صحابۂ کرام کو گالیاں دیں اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت ہے''۔ (الصحیحۃ للالبانی 2340)

محمد قطبؒ

آئینۂ رسالت

اپنا کام کرتے رہیے

عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: ان قامت الساعة وفی يد أحدكم فسيلة فان استطاع ألا تقوم حتى يغرسها فليغرسها

(صحيح الجامع حديث نمبر 1424)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اگر قیامت کا وقت آجائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو اور وہ قیامت کے برپا ہوجانے سے پہلے اس پودے کو لگا سکتا ہو تو لگادے''۔

تشریح: سننے والوں کو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ جملہ سننے کی توقع بھی مشکل سے ہوسکتی تھی۔ انہیں تو یہ توقع ہوسکتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ جو دنیا میں اس لیے مبعوث ہوئے تھے کہ لوگوں کو آخرت کی یاد دلائیں، اس کے لیے کام کرنے پر ابھاریں اور انہیں یہ دعوت دیں کہ قیامت کے ہولناک دن کی تیاری کے لیے وہ اپنے دلوں کو پاک صاف کرلیں اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کرلیں کہ ایسے موقع پر لوگوں کو جلدی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے اور اللہ تعالی سے مخلصانہ دعا کرنی چاہیے کہ وہ انہیں ایمان پر موت دے اور ان کی توبہ قبول کرلے۔ اگر آپ یہ فرماتے تو کیا تعجب کی بات ہوتی.....؟

لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایسا کچھ نہیں فرمایا بلکہ ایسی بات فرمائی جس کی سننے والے توقع بھی نہیں کرسکتے تھے۔ آپ نے یہ فرمایا کہ اگر کسی کے ہاتھ میں کوئی کھجور کا پودا (یعنی کوئی بھی پودا) ہو اور وہ قیامت سے پہلے پہلے اسے لگا سکتا ہو تو ضرور لگادے کیوں کہ اس پر بھی اسے اجر ملے گا۔

اللہ! اللہ! کھجور کا پودا لگانے کی ہدایت دی جارہی ہے جو کئی برسوں بعد پھل دے سکتا ہے اور قیامت بس چند لمحوں میں دنیا کو تہس نہس کردینے والی ہے جس میں کوئی شک ہی نہیں!!۔

اللہ! اللہ!! ایسی بات اسلام کے پیغامبر اور خاتم النبیین کے دہن مبارک ہی سے نکل سکتی ہے۔

اس ایک مختصر سے جملے میں کتنے معانی پنہاں ہیں:

☆ سب سے پہلے تو وہ اس حقیقت کو روشن کردیتا ہے کہ آخرت کا راستہ دنیا کے راستے سے ہوکر گزرتا ہے اور اس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں۔ دنیا وآخرت کے راستے جدا جدا نہیں۔ دونوں ایک ہی راستے کے دو کنارے ہیں، ایسا نہیں کہ ایک راستہ آخرت کا ہے جس کا نام عمل اور کام ہے۔ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اپنا راستہ ایک کرلو، دین اور دنیا کے راستے جدا نہ کرو بلکہ دونوں کا راستہ ایک ہی ہو اور وہ ہو اللہ کی طرف لے جانے والا راستہ۔

☆ اس حدیث سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ روئے زمین سے ایک لمحہ کے لیے بھی نتیجے سے مایوسی کی بنا پر کام نہیں رکنا چاہیے۔ یہاں تک کہ اگر ایک لمحہ بعد ہی قیامت آنے والی ہو، دنیا سے انسانی زندگی کا سلسلہ ہی منقطع ہوجانے والا ہو اور عمل کا کوئی نتیجہ ہی نہ نکل سکتا ہو تب بھی لوگ کام سے نہیں رک سکتے اور انہیں مستقبل کی طرف خوش آئند توقع کے ساتھ دیکھنا چاہیے۔

☆ آج کے کاہل مسلمانوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا نمونہ موجود ہے اگر وہ دیدۂ عبرت اور چشمِ بصیرت سے دیکھنا اور سمجھنا چاہیں۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلسل کام کرتے رہیں اور تھکنے کا نام نہ لیں۔ وہ پودا لگائیں چاہے قیامت اگلے ہی لمحے آنے والی ہو۔

☆ رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد محض خیالی بات نہیں بلکہ سچی حقیقت ہے آپ عملاً پودا لگا رہے تھے جبکہ صورتحال غیر یقینی سی لگتی تھی کہ آنے والے لمحات میں کیا ہوگا؟ جب قریش آپ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے لیے دن رات سازشوں میں مصروف تھے۔

DECEMBER .indd 3 1/17/12 1:11 PM

صفات عالم محمد زبیر تیمی

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

ہدایت کا مالک اللہ پاک ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے، کتنے ایسے لوگ ہیں جو اسلام کے کٹر دشمن تھے، اسلام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کی بازی لگادی تھی لیکن اسلام کی آفاقی تعلیمات نے بالآخر انہیں موم بنادیا، جبکہ کتنے ایسے لوگ ہیں جو سنِ شعور کو پہنچتے ہی اپنے آبائی مذہب سے بیزار ہوگئے، اور ایک دن فطرت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کو گلے لگانے میں سعادت محسوس کی۔ انہیں سلیم الفطرت افراد میں نیپال کے 'محمد نور' صاحب بھی ہیں جن کے قصے میں ہم سب کے لیے درس ہے، عبرت ہے، پیغام ہے۔ تو لیجئے ان کے قبول اسلام کا قصہ ذیل کے سطور میں بیان کیا جارہا ہے:



سوال: سب سے پہلے ہم چاہیں گے کہ قارئین سے اپنا تعارف کرادیں؟:

جواب: میرا نام 'محمد نور' ہے، نیپال کا باشندہ ہوں، میری پیدائش ہندو گھرانے میں ہوئی، میرا تعلق ہندوؤں کی نچلی ذات سے تھا۔ مجھے گذشتہ ماہِ رمضان میں اسلام کی سعادت نصیب ہوئی، اس طرح میں الحمدللہ 'نر بہادور' سے 'محمد نور' بن چکا ہوں۔

سوال: اسلام تک پہنچنے کا سفر آپ نے کیسے طے کیا؟

جواب: سن شعور سے ہی مجھے ہندو دھرم سے نفرت سی ہونے لگی تھی جس کا بدلہ مجھے الحمدللہ اسلام کی شکل میں ملا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ جب میں اسکول میں پڑھنے جاتا تو برہمنوں کے بچے پائپ پر بآسانی حاضر ہوکر پانی پی لیتے لیکن ہم سب کو دور رکھا جاتا یہاں تک کہ لائن میں لگا کر ہمارے ہاتھ پر پانی رکھ دیئے جاتے کہ مبادا پائپ اچھوت ہوجائے۔

میرے والد اپنے خاندان میں ایک باوقار شخصیت کے مالک ہیں اس کے باوجود جب وہ برہمنوں کے گھر جاتے ہیں تو ان کے گھروں میں میرے والد کو بیٹھنے تک کی اجازت نہیں ہوتی، ہمارے علاقے کے اونچی ذات کے ہندوؤں میں چھوت چھات کی بیماری اور نسلی تعصب کا رجحان تاہنوز برقرار ہے۔ اور اس میں کمی آتی دکھائی نہیں دیتی۔ یہ وہ پہلا معاملہ ہوا جس کی وجہ سے میں ہندو دھرم کو دل سے ناپسند کرنے لگا۔

ایک دوسری وجہ جو ہندوازم سے میری نفرت کا سبب بنی وہ ہے ہندو دھرم میں روزانہ کے حساب سے تہواروں کا پایا جانا جو واقعی مضحکہ خیز امر ہے، تہوار کی مناسبت سے سب کو مختلف قسم کے انتظامات کرنے پڑتے ہیں، خاص کر بچوں کے لیے نئے کپڑے بنوانا اور بازاروں سے خورد ونوش کی مختلف اشیاء خریدنا تاکہ تہوار بحسن وخوبی منایا جاسکے۔ مالداروں کا تو کوئی مسئلہ نہیں کہ وہ جب اور جتنا چاہیں تہوار کے لوازمات خرید کر گھر لے آئیں، رہے غرباء ومساکین تو ہمارا تجربہ بتاتا ہے کہ وہ اس مناسبت سے پس کر رہ جاتے ہیں، بچوں کے تقاضے پر والدین ساہوکاروں سے سود پر پیسے لیتے ہیں تاکہ انہیں تہوار کی خوشی میں شریک کیا جاسکے لیکن جب مقررہ مدت پر سود کے ساتھ پیسے کی ادائیگی نہ ہوسکی اور سود در سود کا معاملہ ہوگیا تو یہ ساہوکار ایسے لوگوں کو بندھوا غلام بنا کر اپنے گھر لے جاتے ہیں اور جیسے چاہتے ہیں ان سے کام لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ذلت ورسوائی دھرم کے رسم ورواج کو اپنانے کی بنیاد پر ہی نصیب ہوئی ہے۔

ایک تیسری وجہ جو مجھے اسلام سے قریب کرنے میں معاون بنی وہ یہ کہ میں روزگار کے غرض سے چار سال تک قطر میں رہا جہاں پر میرے چچا نے اسلام کی سعادت حاصل کی، میں نے قبول اسلام کے بعد ان کے اندر بڑی تبدیلی دیکھی اور ان کی باتیں بھی مجھے سننے کا موقع ملا جس کی وجہ سے میں اسلام کو پسند کرنے لگا۔ اس کے بعد سے جب کبھی مجھے فرصت ملتی ٹیلیویژن پر اسلامی چینلز کا مشاہدہ کرنے لگتا۔ کویت آنے کے بعد دیندار مسلمانوں کے ساتھ رہنے اور ان کی عبادتوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، اس طرح اسلام سے میری دلچسپی بڑھتی گئی بالآخر میں نے کئی مسلمان ساتھیوں سے قبولِ اسلام کے موضوع پر گفتگو کی لیکن کسی نے کوئی رہنمائی نہ کی، اچانک ایک دن میں نے اپنے ایک ساتھی سے عرض کیا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، اس نے مجھے الحمدللہ IPC میں پہنچادیا، جہاں مجھے اسلام کی بابت معلومات فراہم کی گئیں۔ اس طرح میں نے وہیں پر اسلام قبول کرلیا۔

سوال: قبول اسلام کا اثر آپ کے اہل خانہ پر کیسا پڑا اور آپ کے ساتھ فی الحال ان کا رویہ کیسا ہے؟

جواب: میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد ہی اس کا تذکرہ اپنے والدین اور بیوی سے کیا کیونکہ میں خود جانتا تھا کہ وہ ہندو مذہب کا کوئی خاص اہتمام نہیں کرتے۔ بیوی پر اسلام پیش کیا تو وہ بلا پس وپیش اسلام قبول کرنے کے لیے رضامند ہوگئی اور کلمہ پڑھ کر اسلام کو گلے لگالیا البتہ والدین کو دعوت دی تو ان کے اندر ابھی جھجھک ہے، میری کوشش جاری ہے، اور مجھے قوی امید ہے کہ میرے والدین بھی اسلام قبول کرلیں گے۔

میرے پاس دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، بڑی لڑکی ۱۶ سال کی ہے جو نرس کی تعلیم حاصل کررہی ہے۔ میں نے اسے بھی اسلام کی دعوت دی ہے، قریب ہے کہ وہ اسلام قبول کرلے۔

سوال: زندگی میں آپ کی دلی خواہش کیا ہے؟

جواب: زندگی میں میری دلی خواہش یہ ہے کہ میں ایک داعی بنوں، میں چاہتا ہوں کہ اسلام کو پوری طرح سیکھوں، اسلام کی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی میں جگہ دوں، اور ان سارے لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچاؤں جو اب تک گمراہی میں بھٹک رہے ہیں۔

سوال: مسلمانوں کو آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے ہم کہنا چاہیں گے کہ اسلام بہت بڑی نعمت ہے جس پر وہ پیدا ہوئے ہیں، اس کی اہمیت کو پہچانیں، آج کتنے ایسے مسلمان ہیں جو اسلام سے کوسوں دور ہیں، اگر انہیں اسلام کی حقیقی قیمت کا اندازہ ہوتا تو اس قدر بے فکری کی زندگی نہ گذارتے۔ انہیں چاہیے کہ خود اسلام کو اپنی زندگی میں عملاً برتنے کی کوشش کریں، اپنے گھر میں اسلامی ماحول بنائیں اور اسلام کے پیغام سے ان قوموں کو روشناس کرائیں جن تک اسلام کی تعلیمات اب تک نہ پہنچ سکی ہیں۔

DECEMBER .indd 4 1/17/12 1:11 PM

مناجات الٰہی
دوسری قسط

دعا ایک نادیدہ خزانہ ہے

محمد ابرار کلیم القاسمی (کویت)
ab_rar30@yahoo.co.in

خوشحالی اور بدحالی، خوشی اور غم ہر حال میں اللہ تعالی سے مانگنا چاہیے، اللہ تعالی دونوں حالتوں میں یاد کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور اس کو نوازتا ہے۔

اس کی مثال حضرت یونس علیہ السلام ہیں کہ ہمیشہ اللہ تعالی کو یاد کرتے تھے، اسی کی تسبیح وتحمید کیا کرتے تھے، انھیں اللہ تعالی کی ذات پر کامل اعتماد تھا، چنان چہ جب مچھلی کے پیٹ میں بند ہوگئے اس حالت میں بھی اللہ تعالی کو یاد کیا: ﴿لاإلـه إلا أنـت سبـحـانـک إنـی کنـت من الـظالمین﴾ (سورہ الانبیاء 87) ''تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں، بیشک میں ہی ظالموں میں سے ہوں'' بس اللہ تعالی نے اس سے نکلنے کی سبیل پیدا کردی اور تین اندھیروں سے نجات دی﴿ فـلـولا أنـه کـان من المسبحین للبث فی بـطنه إلی یوم یبعثون﴾ (سورہ صافات 144) ''کہ اگر وہ تسبیح کرنے والے نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے اور وہی ان کے لیے قبر بن جاتی''۔

اس کے برعکس فرعون نے دریائے نیل میں غرق ہوتے ہوئے اللہ تعالی کو یاد کیا: ''میں ایمان لایا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں ہوں فرمانبرداروں میں سے۔'' لیکن خوش حالی کے ایام میں اس نے کبھی بھی اللہ کو یاد نہیں کیا، بلکہ اتراتا رہا، غرور اور سرکشی میں مبتلا رہا، اس لیے اللہ تعالی نے اس کی دعا قبول نہ کی اور وہ ہلاک وبرباد ہوگیا۔

یہاں ایک نکتہ سمجھنے کا ہے کہ اس نے براہ راست دعا نہ کی بلکہ ہارون اور موسی علیہما السلام کو واسطہ بنایا جس سے پتہ یہ چلا کہ دعا میں کسی کو واسطہ نہیں بنانا چاہیے، براہ راست اللہ سے مانگنا چاہیے۔ اللہ تعالی ہم سے بہت قریب ہے: ﴿وإذا سـالـک عبـادی عـنـی فإنی قریب أجیب دعـوة الداع إذا دعان﴾ ''اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے پوچھیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں بہت قریب ہوں، پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتے ہیں''۔ (سورہ بقرہ 186) اللہ تعالی نے براہ راست مانگنے کی تاکید کی ہے: ﴿اُدعوني أستجب لکم﴾ (سورہ غافر 60) ''تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابوالانبیا ہیں اور احترام واکرام کے بلند وبالا مقام پر فائز ہیں، ان کی دعا کی قبولیت نے روئے زمین پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے لیے امن اور پھلوں کا رزق اور باشندگان عالم کے قلوب کا التفات مانگا: ﴿ربـنـا إنـی أسـکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک الـمـحـرم ربـنـا لیقیموا الصلوة ، فاجعل أفـئـدة مـن الـنـاس تهـوی إلیهـم وارزقهم من الثمرات لعلهم یشکرون﴾ (سورہ ابراھیم 37) ''اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک بغیر کھیتی والے میدان میں بسایا ہے تیرے احترام والے گھر کے نزدیک، اے ہمارے رب، تاکہ وہ نماز قائم کریں، پس لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ ان کی طرف مائل ہوں، اور انھیں پھلوں سے رزق دے، تاکہ وہ شکر کریں''۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور ان ساری نعمتوں سے نوازا گیا۔

آپ نے ہونہار وسعادت مند فرزند کے ہمراہ کعبہ کی دیوار بنائی تو دعا کی: ﴿ربـنـا وابـعـث فیهم رسولا منهم یتـلـوا عـلـیهـم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والـحـکـمة﴾ (سورہ بقرہ 129) کہ ان کی نسل میں ایک بہترین امت وجود میں آئے، جس میں ایک رسول مبعوث ہو جو انھیں کلام الٰہی کی تعلیم دے اس میں موجود حکمت کی باتوں سے انھیں روشناس کرائے اور ان کی زندگیاں سنوارے، اللہ تعالی نے اپنے خلیل کی دعا قبول کی اور اس کرۂ ارضی پر امت مسلمہ خیر کے ساتھ نمودار ہوئی، جس نے تاریخ کا رخ موڑ دیا، اس امت کو خیر امت کے لقب سے نوازا گیا، اس امت کا وجود دنیا والوں کے لیے پیغام خیر ہے، اس کا نبی رحمۃ للعالمین ہے، جس کے فرمان لوگوں کے قلوب پر اور جن کا نقوش پا زمانے کے ریگستانوں پر یوں ثبت ہوئے ہیں کہ وقت کی تیز وتند ہوا اور خطرناک آندھیاں انھیں ٹس سے مس نہ کرسکیں، تاریخی حیثیت سے فتنۂ تاتار ان نقوش کو مدھم کرتے کرتے خود بجھ گیا اور دنیا نے یہ منظر دیکھا کہ ع

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

دعا انبیائے کرام کی سنت ہے، آپ ﷺ کی دعا ہی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقدیر بدل گئی اور اسلام کے صفحۂ اول میں داخل ہوگئے: اللهم أعز الإسلام بأحد العمرین عمر بن الخطاب أو عمرو بن هشام

''اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے کسی ایک کے ذریعہ اسلام کو تقویت عطا کر''

بدر کے سنگلاخ میدان میں آپ ﷺ کی دعا نے جبرئیل امین کو لا کھڑا کیا اور شیطان کو شکست کھانی پڑی، احد میں فتح کے بعد فاتح لشکر کو مدینہ منورہ کے دروازے پر دستک دینے کی ہمت نہ ہوئی، حالاں کہ ظاہری اعتبار سے اب کوئی رکاوٹ نہ تھی اور کوئی رکاوٹ تھی تو وہ نالۂ نیم شب کی اثر انگیزی تھی کہ وہ بدقسمت لشکر مدینہ کے بجائے مکہ روانہ کردیا گیا، جنگ خندق میں دعاؤں نے افواج عرب کو ہواؤں اور ان دیکھے لشکروں کے ذریعے پسپا کردیا، جنگ یرموک میں بھی وہی ہواؤں کا ریلا مدد کو موجود تھا، اسی طرح قادسیہ کے مقام پر آپ ﷺ کے صحابۂ کرام کی پشت پر ایرانیوں کے خلاف وہ تیز وتند ہواؤں کا لشکر موجود تھا۔

یقیناً دعا مومن کا ہتھیار ہے، رب کریم کے نادیدہ خزانوں کی چابی ہے، لیکن اس کی حقیقت عقلیت پسندوں کی سمجھ میں نہیں آتی، جب کہ یہ تو جبل ہمالیہ سے کہیں بڑھ کر ٹھوس اور باوزن ہے اور بدیہی اعتبار سے ثابت بھی ہے، اللہ تعالی کے نادیدہ خزانوں کا عظیم وعمیق ربط دعا سے ہے، جس کی قبولیت کے مختلف انداز ہیں، کبھی بعینہ وہی مل جائے، یا اس کا بدل بلکہ نعم البدل مل جائے، جوں کا توں قبول نہ ہو بلکہ اللہ تعالی حکیم ہے اور اس کا کوئی عمل حکمت سے خالی نہیں اور وہ انسان کے انجام سے بخوبی واقف ہے، چنان چہ اس کے ذریعہ کوئی مصیبت دور کردے، یا یہ کہ اسے مومن کے لیے بطور توشۂ آخرت محفوظ کردیا جائے لیکن دعا کی قبولیت کے ان گونا گوں انداز کو عقلیت پسند ذہن تمسخر کا نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے، لیکن انہیں یہ پتا ہونا چاہیے کہ پرخلوص کوشش اور دعا سے وہ نتائج نکلتے ہیں جن کی عقلی لحاظ سے بالکل امید نہیں ہوتی۔ (جاری)

DECEMBER .indd 5 1/17/12 1:11 PM

قبلہ اول آواز دیتا ہے!

دیوار براق پر یہودی معبد کی تعمیر کی نئی سازش

مولانا سید احمد ومیض ندوی

مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کے خلاف صیہونی ریشہ دوانیوں کا سلسلہ بلا توقف جاری ہے کوئی مہینہ ایسا نہیں گزرتا جس میں اسرائیل کی جانب سے بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ کے خلاف کسی نہ کسی شرانگیزی کا مظاہرہ نہ کیا گیا ہو۔

1967ء میں جب اسرائیل نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو اس وقت سے مسجد اقصیٰ کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بنے جانے لگے۔ مئی 1946ء میں جب اسرائیل کی ناجائز صیہونی ریاست کی تشکیل عمل میں آئی تو صیہونی پالیسی سازوں نے اس کے دو بنیادی مقاصد طے کیے۔ (۱) مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر (۲) عظیم تر اسرائیل کا قیام جو ایک طرف دریائے فرات سے دریائے نیل تک پھیلی ہو اور دوسری طرف صحرائے سینا سے مدینہ منورہ تک۔ تاکہ اس عظیم الشان صیہونی ریاست کے ذریعہ عالمی صیہونی طاقتوں کے مفادات کا تحفظ ہوسکے۔ چنانچہ اسرائیل اپنے قیام کے روز اول سے ان دونوں مقاصد کے حصول کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں جھونک رہا ہے اور اس کے لیے عالمی طاقتوں کا بڑی چابکدستی کے ساتھ استعمال کررہا ہے۔ انہی دو مقاصد کی خاطر عالمی صیہونی تحریک کے بانی تھیوڈ ہرتزل نے 1900ء کے اوائل میں خلافت عثمانیہ کے خلیفہ سلطان عبدالحمید سے براہ راست ملاقات کی تھی اور ان کے سامنے یہ پیشکش رکھی تھی کہ اگر خلیفہ فلسطین کو یہودیوں کے ہاتھ فروخت کردیں تو یہودی انہیں اس قدر بے پناہ دولت دیں گے کہ حکومت کے تمام مصارف کے ساتھ حکومتی قرضوں کی ادائیگی ممکن ہو۔ انہیں یہ بھی لالچ دی گئی کہ اگر وہ صیہونی مطالبہ پر رضامند ہوں تو انہیں ذاتی طور پر اتنی دولت دیں گے جس کا وہ تصور نہیں کرسکتے۔ عثمانی خلافت کے اس مرد مجاہد اور ملت اسلامیہ کے غیور حکمراں نے ان کی پیشکش یہ کہہ کر جوتے کی نوک پر ٹھکرادیا کہ فلسطین ان کی ذاتی ملکیت نہیں ہے بلکہ ساری ملت اسلامیہ کی ملکیت ہے۔ اور وہ اس کی اپنے خون سے حفاظت کریں گے۔ سلطان کی حمیت اسلامی سے سرشار اس جواب کو سن کر تھیوڈ ہرتزل نے اس وقت دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے تیار رہیں۔ چنانچہ مکار صیہونیوں نے مصطفیٰ کمال جیسے صیہونی آلۂ کار کے ذریعہ جو خود ایک یہودی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا سلطان عبدالحمید کا تخت الٹا کر حکومت عثمانیہ کا خاتمہ کردیا۔ جس کے بعد فلسطین پر صیہونی ریاست کی راہ ہموار ہوئی۔

اسرائیل اپنے قیام کے روز اول سے مذکورہ بالا دو مقاصد کے حصول کے لیے پورے طور پر سرگرم عمل ہے۔ 1967ء میں جب عرب۔ اسرائیل جنگ میں عرب شکست سے دوچار ہوئے تو بیت المقدس کے مشرقی حصے پر اسرائیل قابض ہوگیا، اس طرح پورا بیت المقدس ناجائز اسرائیلی تسلط کے تحت آگیا۔ مذکورہ بالا اپنے دو مقاصد کے لیے اسرائیل بے شمار ہتھکنڈے استعمال کررہا ہے لیکن ان میں سے دو اسرائیل کی نظر میں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں:

- بتدریج ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لیے راہیں ہموار کرنے کے لیے مسجد اقصیٰ اور اس کی ملحقہ عمارتوں کو مختلف حیلے بہانوں سے گرانا یا مسمار کرنا اور مسلسل انہدامی کاروائیاں جاری رکھنا۔
- فلسطین میں زیادہ سے زیادہ یہودی آباد کاروں کی کالونیاں تعمیر کرنا۔

چنانچہ پہلا ہتھکنڈا زور و شور سے استعمال ہورہا ہے۔ بیت المقدس پر قبضے کو ابھی دو سال کا عرصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ 21/اگست 1969ء میں ایک آسٹریلیائی یہودی سیاح کا روپ دھار کر مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا اور مسجد میں آگ لگادی جس سے مسجد کا ایک بڑا حصہ جسے مسجد قبلہ کہتے ہیں جل کر راکھ ہوگیا۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد قبلہ کا 4400 مربع میٹر رقبہ جل کر راکھ ہوگیا۔ آتش زنی کے اس واقعہ میں صلاح الدین ایوبی کے بنائے ہوئے منبر کا بیشتر حصہ بھی جل گیا تھا۔ جلانے کا یہ واقعہ منصوبہ بند طور پر کیا گیا تھا، اس لیے صیہونی حکومت نے فائر بریگیڈ کو مکمل طور پر مسجد اقصیٰ میں لگنے والی آگ کو بجھانے سے منع کردیا تھا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بیت المقدس پر قبضہ سے قبل جولائی 1948ء میں بھی یہودیوں کے مسلح گروہوں نے مسجد اقصیٰ کے احاطہ میں 55 بم گرائے تھے۔

یہودی شروع سے مسجد اقصیٰ کے خلاف کچھ نہ کچھ شرانگیزی کرتے رہے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ قبلہ روز اول سے صیہونی عزائم کے گھیرے میں رہا ہے۔ 1980ء میں ایک انتہا پسند یہودی گروپ کو اس وقت پکڑا گیا جب وہ بھاری مقدار میں بارود مسجد کے نچلے حصہ میں لگانے کے لیے کوشاں تھا۔ یہ گروپ اپنی سازش میں کامیاب ہوجاتا تو شاید پوری مسجد دھماکہ سے اڑ جاتی، اس کے بعد 1983ء میں ایک بار اور دوسری بار 1983ء میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہونے کی کوشش کی جبکہ وہ دستی بم اٹھا رکھے تھے اور ان کے ساتھ چھ تھیلے بارود بھی تھا۔ 1986ء میں ایک اور مرتبہ مسجد اقصیٰ یہودی چیرہ دستیوں کا اس وقت نشانہ بنتے بنتے رہ گئی جب اسرائیلی فضائیہ کے ایک پائلٹ نے اپنے طیارہ میں مسجد اقصیٰ پر چلانے کے لیے میزائیل ساتھ رکھے تھے۔ اکتوبر 1990ء میں اسرائیلی فوجی دستوں نے نمازیوں پر فائر کردی تھی جس میں 23 نمازی شہید ہوئے تھے۔ پھر 28/ستمبر 2000ء انسانیت کے سفاک ایریل شیرون نے یہودی جتھے کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں زبردستی گھسنے کی کوشش کی مسلمان دفاع اقصیٰ میں دیوار بن کر کھڑے ہوگئے، شیرون نے ایسی تباہی مچائی کہ بیت المقدس میں ہر طرف مسلمانوں کی نعشیں بکھری پڑی تھیں، ماہ ستمبر میں اخبارات میں بیت المقدس کے تعلق سے اندوھناک خبر آئی ہے کہ اسرائیل محکمہ آثار قدیمہ نے بیت المقدس کی قدیم دیواروں کے نیچے ایک طویل سرنگ کی کھدائی مکمل کرلی ہے۔ یہ رپورٹ کسی مسلم ادارے کی جانب سے منظر عام پر نہیں لائی گئی بلکہ اسرائیل سے شائع ہونے والے معروف روزنامے ''اسرائیل ہیوم'' کی انکشافاتی رپورٹ ہے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ چھ سو میٹر طویل سرنگ مسجد اقصیٰ کی بنیادوں کے ساتھ کھودی گئی ہے جس سے قبلہ اول کو سخت خطرات لاحق ہوگئے ہیں۔ اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسرائیل کی جانب سے سرنگ کو مکمل طور پر خفیہ رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے اور سرنگ کی اصلیت ظاہر کرنے کے بجائے اسے آثار قدیمہ کی تلاش کے سلسلہ میں کی جانے والی معمول کی کھدائی قرار دیا جارہا ہے۔ جب کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ تفصیلات کے مطابق بیت المقدس میں سلوان کے مقام سے مسجد اقصیٰ کے جنوب مغرب میں الزاویہ کے مقام تک 600 میٹر طویل سرنگ کھودی گئی ہے۔ اسرائیل کے محکمہ آثار قدیمہ کی جانب سے ایک سرنگ مکمل ہونے کے بعد دیگر سرنگوں کو تیار کرنے کے منصوبہ بندی کا کام جاری ہے۔ اسرائیل کا دعوی ہے کہ مسجد اقصیٰ کے نیچے بعض یہودی آثار قدیمہ ہیں جس کی تلاش کے لیے وہ کھدائی کررہا ہے اور نام نہاد ہیکل کی نشانی کے لیے کوشاں ہیں لیکن یہ سب بہانے ہیں ورنہ فی الواقع

DECEMBER .indd 6 1/17/12 1:11 PM

ایسی کوئی نشانی ہوتی تو اب تک کی گئی کھدائیوں کے نتیجہ میں کچھ نہ کچھ چیزیں برآمد ہونی چاہیے تھی۔ یہ ساری کھدائی محض مسجد اقصیٰ کے حصوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے ہو رہی ہیں ایک سرنگ کے بعد دوسرے سرنگوں کی تیاری مسجد اقصیٰ کی بنیادوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دے گی جس کے بعد مسجد کے قریب ایک ہی دھماکہ کی گونج سے مسجد زمین بوس ہو جائے گی۔ اسرائیل اخبار کا کہنا ہے کہ اسرائیل حکومت نے اپنے قیام کے کچھ ہی عرصہ کے بعد 1967ء میں مذکورہ سرنگ پر کام شروع کر دیا تھا اور اب یہ سرنگ پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔ مذکورہ سرنگ جو مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار کے ساتھ کھودی گئی ہے اسرائیلی حکام اسے جبل ہیکل کی مغربی دیوار کی سرنگ کہتے ہیں۔ حالیہ سرنگ کی تکمیل سے مسجد اقصیٰ کو لاحق خطرات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ محکمہ آثار قدیمہ کے تحت ہونے والے کام کے سلسلہ میں سرنگ کی اندرونی جانب لوہے کی موٹی راڈوں کے ذریعہ سرنگ کو سہارا دیا گیا ہے بصورت دیگر مذکورہ سرنگ کے مقام کی زمین بیٹھنے کا خدشہ ہے۔ اسرائیلی روزنامے کی جانب سے زیر زمین سرنگ کے کئی اہم مقامات کی تصاویر بھی شائع کی گئی ہیں جس میں واضح طور پر دکھائی دیتا ہے کہ کھدائی کے دوران مسجد اقصیٰ کے قریب سے گزرتے ہوئے سرنگ کو قدرے مشرق کی جانب موڑا گیا ہے تاکہ اسے مسجد اقصیٰ کی بنیادوں تک لے جایا جا سکے۔ تصاویر میں مسجد اقصیٰ کے جنوب مغرب میں الزاویہ کے مقام کے نیچے قبلہ اول کی بنیادیں واضح طور پر دکھائی دے رہی ہیں۔ یہ سب کچھ یہودی ہیکل سلیمانی کی تعمیر سے وابستہ اپنے عقیدہ کی بنیاد پر کر رہے ہیں۔ بنیاد پرست یہودی مذہبی ادبیات میں زور دے کر کہا گیا ہے کہ اسرائیلی مملکت کا قیام یہودیوں کی نجات کا ایک قدم ہے جس کے بعد ''مسا'' یا ''مسا شیخ'' کا ظہور ہوگا جو ہیکل سلیمانی کی تعمیر کریں گے اور نہایت آسائش و خوشحالی کے ساتھ ایک ہزار سال تک حکومت کریں گے اس یہودی گروہ کے عقیدہ کے مطابق 60 سال اور دوسرے گروہوں کے اعتماد کے مطابق قیام مملکت 76 سالوں کے اندر ہیکل کی تعمیر ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 2007ء کے اختتام کے ساتھ ہی اسرائیل میں ہیکل کی تعمیر کے وجوب کا فتویٰ جاری کیا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ مملکتِ اسرائیل کے قیام کے 70 سال مکمل ہونے پر ہیکل کی تعمیر فرض ہے اگر یہ تعمیر نہیں ہو سکتی تو یہودی پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔

بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے قریب کھدائیوں کا سلسلہ عرصۂ دراز سے جاری ہے بعض اسکالروں کی تحقیق کے مطابق اسرائیلی کھدائیاں دس مرحلوں سے گزری ہیں۔

دسویں مرحلہ کی سب سے خطرناک کھدائی میں مسجد اقصیٰ کے صحن کے پکے فرش نظر آنے لگے۔ بڑھتے بڑھتے ان کا دائرہ مسجد کے مرکزی ہال اور گنبد صخرہ تک آنے لگا ہے حتیٰ کہ گنبد صخرہ اور مسجد اقصیٰ کی اندرونی دیواروں پر جڑے ہوئے سنگ مرمر میں کئی جگہ شگاف آ چکا ہے۔

مسجد اقصیٰ کی بنیادیں کمزور کرنے کے لیے اسرائیل درج ذیل پالیسیوں پر گامزن ہے:

- زیر زمین کھدائیوں کا سلسلہ جاری رکھنا تاکہ بنیادیں کھوکھلی ہونے کے بعد مسجد زمین بوس ہو جائے۔
- جنوب مشرقی گوشہ میں دو منزلہ گرجا گھر کی تعمیر۔
- مسجد اقصیٰ کے اطراف آباد فلسطینیوں کا تخلیہ کرانا۔
- مسجد کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کے لیے بنیادوں کے اندر کیمیکل مادہ ڈالنا۔
- یہودی تاریخ سے عبارت چند کمروں پر مشتمل قافلہ نسل نامی عمارت کی تعمیر۔
- القدس کو یہودیانے کے لیے اسرائیل عظیم جمعیت کی جانب سے بیسیوں مسلم مکانات پر قبضہ۔
- حوض مقدس کا منصوبہ جس کے دائرہ میں قدیم شہر وادی قدرون اور جبل زیتون کو لیا گیا۔
- نمازیوں کی نگرانی اور ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لیے دسیوں کیمرے نصب ہیں۔
- صحن مسجد میں مصلیوں کو منتشر کرنے کے لیے الکٹریکل مشینیں نصب کی گئی ہیں جن سے گیس کا اخراج ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ القدس شہر کو یہودی رنگ میں رنگنے کے لیے آئے دن مختلف کاروائیاں ہوتی رہتی ہیں جس کی اطلاع اخبارات میں آتی رہتی ہیں۔ گزشتہ ماہ جون میں مسجد اقصیٰ کے باب الخلیل میں واقع مسجد القلعہ کو صہیونی عجائب گھر میں تبدیل کئے جانے کی اندوہناک خبر آئی تھی، بیت المقدس کی بیشتر مساجد کو یہودی عبادت گاہوں میں تبدیل کرنے کا عمل بھی تیزی سے جاری ہے۔ اسرائیل مسجد اقصیٰ کے مقام براق کو یہودیت میں بدلنے کے منصوبہ پر بھی کام کر رہا ہے۔ گزشتہ ایک سال میں مختلف یہودی تنظیمیں اور ادارے القدس کو یہودیانے کے منصوبوں پر 10 لاکھ ڈالر خرچ کر چکے ہیں۔ القدس کو یہودیانے کی کاروائیوں کے دوران شہر کی تاریخی حیثیت کو مسخ کرنے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔ عمیر عیم فاؤنڈیشن کی رپورٹ کے مطابق اسرائیل مقبوضہ بیت المقدس کی بلدیہ العیسا و یہ اور الطّور میں 6 لاکھ 62 ہزار مربع میٹر اراضی ہڑپنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ اسرائیل کی ضلعی کمیٹی برائے منصوبہ بندی و تعمیرات اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ اس منصوبہ کے تحت پبلک پارک اور دوسری عمارتیں تعمیر کی جائیں گی۔ قدیم القدس شہر کے حدود میں زیادہ سے زیادہ یہودی مذہبی مقامات کی تعمیر پر توجہ دی جارہی ہے۔

ان حالات میں عرب اور مسلم ممالک پر کس قدر نازک ذمہ داری عائد ہوتی ہے ہر کوئی سمجھ سکتا ہے۔ افسوس! مسلم حکمراں اس قدر بے حس ہو چکے ہیں کہ انہیں اپنی ذمہ داری کا ذرہ برابر احساس نہیں۔ اس وقت پچاس سے زائد مسلم ممالک میں عیسائیت کے بعد دنیا کی دوسری بڑی اکثریت مسلمانوں کی ہے، مسلم ممالک میں شرح پیدائش 3 فیصد ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ تیزی سے مسلم آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ رقبہ کے لحاظ سے بھی مسلمانوں کے پاس تین کروڑ اڑتالیس لاکھ انیس ہزار سات سو نوے مربع کیلومیٹر علاقہ ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے دیکھا جائے تو دنیا کی عیسائی آبادی امریکہ اور آسٹریلیا کے براعظموں تک محدود ہے۔ بدھ مت مشرق بعید میں مرتکز ہے لیکن مسلم ممالک دنیا کے ساتوں براعظموں میں موجود ہیں۔ دنیا کی تمام بڑی آبی گزرگاہیں عالم اسلام سے ہو کر گزرتی ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک کو ملانے والے زمینی راستے مسلم ممالک سے آتے ہیں دنیا کے تمام بڑے ہوائی راستے مسلم ممالک کے اوپر سے گزرتے ہیں، یوروپ سے امریکہ یا مشرق بعید میں یوروپ یا امریکہ جانے والوں کو کسی نہ کسی مسلم ملک کے اوپر سے گزرنا پڑتا ہے۔ جہاں تک وسائل کی بات ہے اس وقت دنیا کی سب سے اہم ضرورت ایندھن ہے۔ ہر قسم کی صنعتوں کا انحصار اسی پر ہے۔ دنیا کا سارا نظام بجلی سے چلتا ہے اور زیادہ تر بجلی تیل سے بنتی ہے۔ دنیا کا 70 فیصد تیل مسلم ممالک کے پاس ہے۔ دنیا کی 65 فیصد قابل کاشت زمین مسلمانوں کے پاس ہے۔ دنیا میں سونے کے سب سے بڑے ذخائر مسلم ملکوں میں ہیں۔ نہروں کا سب سے مؤثر نظام مسلم ملکوں میں ہے۔ تانبے، لوہے اور کوئلے کی سب سے بڑی کانیں مسلم ممالک میں ہیں۔ اس کے باوجود مسلمان مٹھی بھر یہودیوں کے سامنے بے بس ہیں۔ بیشتر مسلم ملکوں پر مغرب نواز حکمراں مسلط ہیں۔ اس وقت عالم اسلام کو ایک غیر معمولی انقلاب کی ضرورت ہے حالیہ دنوں کا عرب انقلاب اگرچہ بہت کچھ مثبت نتائج کا حامل ہے لیکن مغربی طاقتیں عرب انقلاب کا اغوا کرنے میں لگی ہیں۔ حکمرانوں اور عوامی دونوں سطح سے تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ہم اپنے مقدسات کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ آج قبلہ اول مسلمانوں کو آواز دے رہا ہے مسجد اقصیٰ مسلمانان عالم سے فریاد کر رہی ہے۔ مگر ہے کوئی جو اس کی فریاد سنے؟

DECEMBER .indd 7 1/17/12 1:11 PM

شیخ عبدالرؤف عبدالحنان (کویت)

ابوشحمہ سے منسوب قصہ کی اصل حقیقت

ابوشحمہ کے قصے کے بارے میں لوگ افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ کچھ تو وہ ہیں جو ابوشحمہ کے وجود کے ہی منکر ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ مجھے ایک صاحب کا ایک مضمون بعنوان ''ابوشحمہ سے منسوب واقعہ صحیح نہیں ہے'' دیکھنے کا موقعہ ملا جس میں مضمون نگار نے ابوشحمہ کے وجود سے ہی انکار کر دیا تھا۔ چنانچہ لکھا تھا: ''الفاروق مصنفہ شبلی میں حضرت عمر ﷺ کے لڑکے کا نام ابوشحمہ بیان کیا گیا ہے لیکن ماہرین انساب کی کسی تحریر سے اس کا ثبوت نہیں ملتا''۔ ان کا یہ مضمون ایک صاحب کے رد میں تھا جنہوں نے ابوشحمہ کے قصے کو عدلِ فاروق ﷺ کے طور پر ذکر کیا تھا۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جو ابوشحمہ کے اس قصے کو (جس میں ہے کہ ابوشحمہ نے شراب پی، پھر ایک یہودی لڑکی سے زنا کیا، جس پر ان کے والد عمر فاروق ﷺ نے انہیں کوڑے لگائے اور کوڑوں کے دوران ان کی موت واقع ہوگئی) عدلِ عمر فاروق ﷺ میں بڑے فخر سے ذکر کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو ان کے صحیح قصہ (جس کی تفصیل عنقریب آرہی ہے) سے بھی انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک صاحب نے ایک مضمون بعنوان ''ابوشحمہ کا بے اصل واقعہ'' لکھا جس میں انہوں نے ان کے صحیح قصے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ ان صاحب کا مضمون بھی ایک صاحب کے رد میں تھا جنہوں نے ابوشحمہ کے قصے کو عدلِ فاروق ﷺ میں ذکر کیا تھا۔ یہ مضمون اور اس سے پہلے والا مضمون بھی پاکستان میں شائع ہوئے تھے۔ جن جرائد میں یہ شائع ہوئے تھے ان میں راقم کی طرف سے ان کا رد بھی لکھا گیا تھا۔ پہلے مضمون کا رد ''ابوشحمہ سے منسوب واقعہ کی اصل حقیقت'' تھا اور دوسرے مضمون کا رد ''ابوشحمہ عبدالرحمٰن بن عمر بن خطاب ﷺ کا اصل واقعہ'' کے عنوان سے تھا۔ ابوشحمہ والا قصہ لوگوں میں چونکہ کافی مشہور ہے، چنانچہ اس کی شہرت کے باعث اس کے بارے میں لکھنا مناسب سمجھا گیا، تاکہ قارئین اس قصہ کی اصل حقیقت سے آگاہ ہوں، اور جو من گھڑت قصہ ہے اس پر مطلع ہوں۔ اس مضمون میں سب سے پہلے ابوشحمہ کے وجود کے اثبات کے بارے میں مختصر سا بیان ہوگا، اس کے بعد ان کا جو صحیح قصہ ہے اس کا ذکر ہوگا۔

ابوشحمہ کا وجود

امیر المومنین عمر بن خطاب ﷺ کے عبدالرحمٰن نامی تین بیٹے تھے۔ (1) عبد الرحمٰن اکبر (2) عبد الرحمٰن اوسط (3) عبد الرحمٰن اصغر۔ عبد الرحمٰن اوسط، یہی ابوشحمہ ہیں، عبد الرحمٰن ان کا نام ہے اور ابوشحمہ ان کی کنیت ہے۔ ابن سعد اور زبیر بن بکار وغیرہ کا کہنا ہے کہ عبدالرحمٰن اوسط اولادِ عمر میں سے ہیں جن کی کنیت ابوشحمہ ہے۔ ملاحظہ ہو ''طبقات ابن سعد (3۔ 266'265) ' مناقب عمر لابن الجوزی (264) ' اباطیل جورقانی (2۔ 228) اور البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر (7۔144)

امام نووی نے تہذیب الاسماء واللغات (2۔15) میں عمر فاروق ﷺ کے ترجمے میں اولادِ عمر میں ابوشحمہ کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کا نام عبد الرحمٰن ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے الاستیعاب (2۔395) میں اور ابن اثیر نے اسد الغابہ میں (3۔312) میں ان کے بڑے بھائی ''عبدالرحمٰن اکبر'' کے ترجمے میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کو کوڑے مارے جانے والا واقعہ بھی نقل کیا ہے جو عنقریب آرہا ہے۔ ان کی طرح حافظ ابن حجر نے بھی ''الاصابہ'' (2۔406'405) میں ''عبد الرحمٰن اکبر'' کے ترجمے میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آگے چل کر حافظ صاحب نے صحابہ ﷺ کی دوسری قسم (دوسری قسم ان صحابہ کی ہے جنہیں قرائن وشواہد کی بنا پر صحابہ میں شمار کیا گیا ہے یعنی ان کی صحبت پر کوئی صریح دلیل نہیں۔ تفصیل کے لیے مقدمہ الاصابہ ۱۔ ۶'۷ دیکھا جائے) میں ان کا مستقل ترجمہ لکھا ہے۔ اور ان کے قصے کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ''الاصابہ'' (۳۔ ۷۲'۷۳ ترجمہ عبدالرحمٰن بن عمر)۔

اولادِ عمر ﷺ میں عبدالرحمٰن الاوسط کا ذکر طبری نے بھی تاریخ طبری (۵۔۱۷) میں کیا ہے۔ مگر ان کی کنیت ذکر نہیں کی۔ اولادِ عمر میں ان کا تذکرہ مسعودی نے بھی ''مروج الذہب'' (۲۔۳۳۰) میں کیا ہے۔ چنانچہ اولادِ عمر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے " و عبد الرحمن الاصغر هو المحدود في الشراب، وهو المعروف بأبي شحمة". عبدالرحمٰن اصغر اور یہ وہی ہیں جنہیں شراب پینے کی حد لگائی گئی اور یہ ابوشحمہ کے نام سے مشہور ہیں۔ (مروج الذہب کے مطبوعہ نسخے میں عبدالرحمٰن الاصغر ہی ہے اگر یہ طباعت کی غلطی نہیں تو مسعودی کا وہم ہے کیونکہ حد والا واقعہ عبدالرحمٰن الاوسط کا ہے۔ عبدالرحمٰن الاصغر کا نہیں) مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ ''ابوشحمہ'' جن کا نام عبدالرحمٰن الاوسط ہے' کا وجود ہے۔ جس طرح ابوشحمہ کا وجود ہے، اسی طرح ان کی طرف منسوب واقعہ کی بھی کچھ حقیقت ہے۔

لہذا اب وہ حقیقت یعنی ابوشحمہ کا صحیح قصہ ملاحظہ کریں۔

عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: شرب أخي عبدالرحمن بن عمر. وشرب معه أبو سروعه عقبه بن الحارث، وهما بمصر في خلافة عمر، فسكرا، فلما أصبحا انطلقا الى عمرو بن العاص وهو أمير مصر. فقالا : طهّرنا، فانا قد سكرنا من شراب شربناه، فقال عبدالله: فذكر لي أخي أنه سكر، فقلتُ :أدخل الدار أطهرك ولم أشعر أنهما أتيا عمراً، فأخبرني أخي أنه أخبر الأمير بذلك، فقال عبدالله : لا تحلق اليوم على رؤوس الناس، أدخل الدار، أحلقك، وكانوا اذ ذاك يحلقون مع الحدود، فدخل الدار ، فقال عبدالله: فحلقتُ أخي بيدي ثم جلدهم عمرو، فسمع بذلك عمر، فكتب الى عمرو أن ابعث اليّ بعبدالرحمن على قتب، ففعل ذلك ، فلما قدم على عمر جلده و عاقبه لمكانه منه، ثم أرسله، فلبث شهرا صحيحا، ثم أصابه قدره فمات، فحسب عامة الناس أنه مات من جلد عمر، ولم يمت من جلد عمر .

''ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ خلافتِ عمر میں مصر میں میرے بھائی عبدالرحمٰن اور ابوسروعہ عقبہ بن حارث نے (ایک رات نبیذ) پی لیا جس سے ان کو نشہ آگیا' جب صبح ہوئی تو وہ دونوں عمرو بن عاص ﷺ کے پاس گئے اور وہ

DECEMBER .indd 8 1/17/12 1:11 PM

امیر مصر تھے۔ اور ان سے کہا کہ ہمیں پاک کرو کیونکہ ہم نے (نبیذ) پیا ہے۔ (مذکورہ نص میں مطلق پینے کا ذکر ہے، کیا پیا اس کی وضاحت نہیں ہے' مگر ابن جوزیؒ نے کہا ہے کہ انہوں نے رات میں نبیذ پیا تھا۔ ملاحظہ ہو۔ موضوعات: ۳۔۲۷۴) جس سے ہمیں نشہ آ گیا ہے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میرے بھائی نے مجھ سے بیان کیا کے مجھے نشہ آ گیا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ گھر چلو' میں تمہیں پاک کردوں' اور مجھے یہ خبر نہ تھی کہ وہ دونوں عمرو بن العاصؓ کے پاس جا چکے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بتایا کہ وہ اس واقعہ کی خبر امیر کو دے چکے ہیں' میں نے کہا کہ آج سب لوگوں کے سامنے تمہارا سر نہیں مونڈا جائے گا۔ گھر چلو' میں تمہارا سر مونڈ دوں' اور اس وقت کوڑے کے ساتھ ساتھ سر کے بال بھی مونڈا کرتے تھے۔ وہ گھر میں آئے، میں نے اپنے ہاتھ سے ان کا سر مونڈا، اس کے بعد عمرو نے ان کو کوڑے لگائے۔ اس واقعہ کے بارے میں جب عمرؓ نے سنا تو انہوں نے امیر کو لکھا کہ عبدالرحمٰن کو میرے پاس (مدینہ) بھیجو۔ انہوں نے انہیں بھیج دیا، عبدالرحمٰن جب عمرؓ کے پاس مدینہ آئے تو انہوں نے ان کو اپنے یہاں عزیز ہونے کی بنا پر کوڑے لگائے اور ساتھ سزا بھی دی، اس کے بعد ایک ماہ تک وہ صحیح و تندرست رہے پھر تقدیر الٰہی سے فوت ہو گئے۔ عامۃ الناس تو یہ تصور کرتے ہیں کہ ان کی موت کا سبب عمر کے کوڑے تھا حالانکہ کوڑے ان کی موت کا سبب نہ تھا۔''

(اس کو عبدالرزاق نے (۹۔۳۲' ۲۔۱۷۰۴۷) جورقانی نے ''الاباطیل'' (۲۔۹۳'۱۔۸۷۹) میں اور بیہقی (۸۔۳۱۲' ۳۱۳) نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ امام جورجانی اس قصے کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''یہ حدیث ثابت ہے، اس کی سند متصل ہے''۔ حافظ ابن حجر، حافظ سخاوی اور متقی ہندی نے بھی اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ الأباطیل للجورجانی: ۲۔۱۹۴، فتح الباری لابن حجر (۱۲۔۶۵) الاجوبہ المرضیۃ للسخاوی (۳۔ ۹۳۶) اور کنز العمال لمتقی الھندی (۱۲۔۶۶۵)

یہ حدیث ثابت ہے اور اس کی سند متصل ہے جیسا کہ محدثین کا قول گذرا ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ابوشحمہ عبدالرحمٰن بن عمر کی وفات کا سبب کوڑے نہ تھا بلکہ وہ اس واقعہ کے ایک مہینہ

ابوشحمہ کا واقعہ اس حد تک صحیح ہے کہ ان کے والد عمر بن الخطاب ؓ نے ان کو کوڑے لگائے، کوڑے لگائے جانے کے بعد ایک ماہ تک وہ بالکل صحیح و تندرست رہے، اس کے بعد وہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے جس کا عام لوگوں نے مطلب یہ لیا کہ وہ کوڑوں کی وجہ سے فوت ہوئے۔

کے بعد قضائے الٰہی سے فوت ہوئے جیسا کہ نفسِ واقعہ میں صراحت موجود ہے۔ حافظ ابن عبدالبر اس قصہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: هكذا يرويه معمر عن الزهري عن سالم عن أبيه وأما أهل عراق فيقولون أنه مات تحت سياط عمر، وذلك غلط۔ ''اس قصہ کو معمر نے زہری سے (زہری سے اس کو شعیب نے بھی روایت کیا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔) انہوں نے سالم سے اور انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے جبکہ اہل عراق کہتے ہیں کہ ان کی وفات عمر کے کوڑوں تلے ہوئی جو غلط ہے''۔

(الاستیعاب: ۲۔۳۹۵' اسد الغابۃ: ۳۔۳۱۲' الاصابہ: ۳۔۷۲)

ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عمرو بن عاصؓ ابوشحمہ کو جب حد لگا چکے تھے تو پھر امیر المومنین عمرؓ نے ان کو دوبارہ حد کس بنا پر لگائی کیونکہ حد تو ایک مرتبہ ہی لگائی جاتی ہے۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے امام بیہقیؒ رقمطراز ہیں: والذی یشبه أنه جلده جلد تعزیر، فان الحد لا یعاد والله أعلم (سنن بیہقی ۸۔۳۱۳)

''جو بات قرینِ قیاس ہے وہ یہ کہ آپ نے ان کو تعزیراً کوڑے لگائے کیونکہ حد دوبارہ قائم نہیں کی جاتی، واللہ اعلم۔'' حافظ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں: فضربه أبوه أدب الوالد ''ان کے والد نے ان کو تادیباً مارا'' (الاستیعاب: ۲۔۳۹۵) اور ابن جوزیؒ لکھتے ہیں: وانما لما قدم علی عمر ضربه ضرب تادیب لا ضرب حد ''جب وہ عمر کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو تادیب کے طور پر کوڑے لگائے تھے، حد کے طور پر نہیں۔'' (موضوعات: ۳۔۲۷۵)

اور انہوں نے یہ بھی کہا: وأما كون عمر أعاد الضرب على ولده فليس ذلك حداً وانما ضربه غضباً وتاديباً و الا فالحد لا يكرر ''عمرؓ کا اپنے بیٹے کو دوبارہ مارنا یہ حد نہ تھی بلکہ انہوں نے اس کو غصہ اور تادیب کے طور پر مارا تھا کیونکہ حد دوبارہ نہیں لگائی جاتی''۔

(مناقب عمر بن الخطاب: ۲۷۰)

فائدہ: اس واقعہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ذکر کرنا جلده لمكانه منه سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ان کو تادیب کے طور پر کوڑے لگائے تھے۔ حد کے طور پر نہیں۔

تنبیہ: اس قصہ کو ابن سعد نے ایک دوسری سند سے اسلم کی سند سے کافی تفصیل سے روایت کیا ہے۔ جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: فكلّمه عبد الرحمن بن عوف فقال يا أمير المومنين قد أقيم عليه الحد مرة فما عليه أن تقيمه ثانية، فلم يلتفت الى هذا و زبره فجعل عبد الرحمن يصيح انى مريض وأنت قاتلى فضربه الثانية الحد وحبسه ثم مرض فمات۔

''عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان سے بات چیت کی، کہا کہ امیر المومنین اس پر جب ایک مرتبہ حد قائم کی جا چکی تو آپ دوبارہ کس لیے حد قائم کرنا چاہتے ہیں مگر آپ نے اس بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اور ان کو (ابوشحمہ کو) ڈانٹا، انہوں نے چیخنا شروع کر دیا کہ میں بیمار ہوں، آپ مجھے مار دینا چاہتے ہیں، سو آپ نے ان پر دوبارہ حد قائم کی اور قید میں بھی رکھا پھر وہ بیمار ہو گئے اور وفات پا گئے۔'' (کنز العمال: ۱۲۔۶۶۴' ۳۶۰۱۳' ومنتخب کنز العمال: ۴۔۴۲۲' بحوالہ ابن سعد لیکن طبقات ابن سعد کے مطبوعہ نسخے میں مجھے یہ واقعہ نہیں ملا جبکہ ابن جوزیؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے بھی اس کو ابن سعد کی طرف منسوب کیا ہے۔)

ان الفاظ سے صراحتاً پتہ چلتا ہے کہ عمرؓ کا ابوشحمہ کو دوبارہ کوڑے لگانا حد کے طور پر تھا۔ اس روایت کی سند کیسی ہے؟ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ طبقات ابن سعد کے مطبوعہ نسخے میں مجھے یہ واقعہ نہیں ملا واللہ اعلم۔ مگر حافظ ابن حجرؒ کے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن سعد کی یہ سند صحیح نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اس قصہ کو

DECEMBER .indd 9 1/17/12 1:11 PM

ابن سعد کے حوالے سے ذکر کرنے پر سکوت اختیار کیا ہے۔ اور اس کے بعد اس کے لیے عبدالرزاق کا حوالہ دے کر اس کی سند کو صحیح کہا ہے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں: **وأخرجه عبد الرزاق بسند صحيح عن ابن عمر مطولاً** (فتح الباری:۱۲-۶۵) ابن سعد والی سند بھی اگر صحیح ہو تو اس سوال کا جواب ہمیں اس روایت سے ہی مل سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اس روایت میں ہے کہ عمرو بن العاص ؓ نے ابوشحمہ اور ان کے ساتھی عقبہ بن حارث کو سرِ عام حد لگانے کی بجائے گھر کے اندر ہی حد لگا دی۔ لہذا ممکن ہے کہ عمر ؓ نے ان کی اس حد کو حد ہی نہ سمجھا ہو، کیونکہ یہ حد سرِ عام حد قائم کرنے کے اسلامی طریقے کے منافی تھی۔ لہذا انہوں نے دوبارہ اسلامی طریقے کے مطابق حد نافذ کی ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ راوی نے اس تادیب کو حد سمجھ لیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بعد میں مجھے ابن سعد کی سند مل گئی، ان کی سند کو حافظ ابن کثیرؒ نے الفاروق (۲-۵۱۸) میں اور ابن جوزیؒ نے مناقب عمر بن الخطاب (۲۶۷-۲۶۸) میں ذکر کیا ہے اور وہ سند صحیح نہیں ہے بلکہ سخت ضعیف ہے۔

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ابوشحمہ کا واقعہ اس حد تک صحیح ہے کہ ان کے والد عمر بن الخطاب ؓ نے ان کو کوڑے لگائے، کوڑے لگائے جانے کے بعد ایک ماہ تک وہ بالکل صحیح و تندرست رہے، اس کے بعد وہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے جس کا عام لوگوں نے مطلب یہ لیا کہ وہ کوڑوں کی وجہ سے فوت ہوئے۔ اصل قصہ یہ تھا۔

ابوشحمہ کا غیر صحیح قصہ

مگر قصہ گو لوگوں نے اس میں طرح طرح کے رنگ بھر کر اس کو کچھ کا کچھ بنا دیا، اس رنگ بھرے قصے کو امام جورقانی نے الاباطیل (۲-۱۸۴، ۱۹۲) میں اور ابن جوزی نے موضوعات (۳-۲۶۹، ۲۷۳) میں روایت کیا ہے اور وہ کافی طویل قصہ ہے جو تقریباً چار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رنگ بھرے قصے میں ہے کہ ابوشحمہ نے ایک یہودی کے ہاں شراب پی، اس کے بعد راستے میں جانے والی ایک عورت سے زنا بالجبر کیا۔ جس سے وہ حمل سے ہوگئی جب بچہ پیدا ہوا تو وہ اس بچے کو عمر فاروق ؓ کے پاس لے کر آئی اور کہنے لگی کہ یہ لو اپنا بچہ، آپ اس کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں، ان کے پوچھنے پر اس نے پوری تفصیل بیان کر دی، تفصیل سن لینے کے بعد آپ ابوشحمہ کے پاس گئے اور ان سے بڑے عجیب وغریب طریقے سے اقبالِ جرم کروایا، اس کے بعد اپنے غلام افلح کو حکم دیا کہ وہ عبدالرحمٰن کو کوڑے لگائے اور کوڑوں کے دوران باپ بیٹے کا عجیب وغریب مکالمہ بھی مذکور ہے۔ اس قصے کے آخر میں ہے کہ جب نوے کوڑے مارے جا چکے تو ابوشحمہ کا کلام منقطع ہو گیا اور وہ کمزور پڑ گئے تو ہر طرف سے صحابہ آگے بڑھے اور آپ سے باقی دس کوڑے آئندہ کسی وقت لگوانے کا مطالبہ کیا، آپ نے جواب دیا کہ جس طرح معصیت میں تاخیر نہیں ہوتی، اسی طرح اس کی عقوبت میں تاخیر نہیں ہو سکتی۔ اسی دوران ابوشحمہ کی والدہ بھی چیختی چلاتی حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میں ہر کوڑے کے بدلے پیدل حج کروں گی اور اتنے درہم خیرات بھی کروں گی، آپ باقی کوڑے نہ لگوائیں، انہوں نے جواب دیا کہ حج اور صدقہ حد کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ جب آخری کوڑا لگا تو ابوشحمہ کی روح پرواز کر گئی۔ اس کے بعد آپ نے ابوشحمہ کو اپنی گود میں لیا اور رونا شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو معاف کرے، میرا باپ اس پر قربان ہو جس کو حق نے مار ڈالا، جو حد کے اختتام پر فوت ہو گیا جس پر اس کے باپ اور نہ ہی عزیز واقارب نے رحم کیا۔ یہ ایک عظیم دن تھا لوگ زار وقطار روئے۔ اس واقعہ کے چالیس دن بعد جمعہ کی صبح کو حذیفہ بن یمان ؓ عمر فاروق ؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آج رات میں نے اپنا ورد کیا تو خواب میں مجھے رسول ﷺ دکھائی دیئے، آپ ﷺ کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میری طرف سے عمر کو سلام کہنا اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسی طرح ہی حکم دیا ہے کہ قرآن پڑھو اور حدود کا نفاذ کرو۔ اور اس نوجوان نے کہا کہ میری طرف سے بھی میرے والد کو سلام کہنا اور کہنا کہ جیسے آپ نے مجھے پاک کیا ہے ایسے اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پاک کرے والسلام۔

یہ قصہ تین سندوں سے مروی ہے اور ان سندوں میں انقطاع کے ساتھ ساتھ مجاہیل (غیر معروف) اور کذاب قسم کے راوی ہیں، امام جورقانیؒ اور علامہ ابن جوزیؒ نے اس کو من گھڑت قرار دیا ہے۔ اور سیوطیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ اسی طرح شوکانیؒ نے بھی اس کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ کریں: اللآلی المصنوعہ: ۲-۱۹۴، ۱۹۸) و (تنزیہ الشریعۃ لابن عراق: ۲-۲۲۰) اور (الفوائد المجموعۃ للشوکانی: ۲۰۳)۔

علامہ ابن جوزیؒ اس کی سندوں پر مختصر کلام کرنے کے بعد لکھتے ہیں: **و لا طائل فی الاطالہ بجرح رجالہ فانہ لو کان رجالہ من الثقات علم أنہ من الدساسین لما فیہ مما یتنزہ عنہ الصحابہ فکیف ولیس اسنادہ بشیء** ۔ ''اس کے راویوں کی جرح کی تفصیل میں جانے کا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ اس کے راوی اگر ثقہ بھی ہوں تب بھی اس کا جھوٹے لوگوں کی طرف سے وضع کرنا اور گھڑنا واضح ہے۔ کیونکہ اس کے اندر ایسی چیزیں ہیں جن سے صحابہ مبرا اور پاک تھے۔ کیسے جبکہ اس کی سند کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے''۔

اس سے قبل انہوں نے اس قصہ کو روایت کرنے کے بعد لکھا ہے: **'' ھذا حدیث موضوع، کیف روی، ومن أی طریق نقل ؟ وضعہ جھال القصاص لیکون سبباً فی تبکیت العوام والنساء، فقد أبدعوا فیہ وأتوا بکل قبیح و نسبوا الی عمر مالایلیق بہ، ونسبوا الی الصحابہ مالایلیق بھم وکلماتہ الرکیکۃ تدل علی وضعہ وبعدہ عن أحکام الشرع یدل علی سوء فھم واضعہ و عدم فقھہ ... الی آخر کلامہ.**

''یہ حدیث جس طرح اور جس سند سے بھی منقول ہو موضوع اور من گھڑت ہے، قصہ گو لوگوں نے عوام الناس اور عورتوں کو رلانے کی خاطر گھڑا ہے، اس کے اندر انہوں نے بڑی فنکاری کا مظاہرہ کیا ہے، اور اس میں ہر قبیح چیز کو ذکر کیا ہے۔ عمر اور صحابہ ؓ کی طرف انہوں نے ایسی چیزیں منسوب کر دی ہیں جو ان کی شایانِ شان نہ تھیں۔ اس کے رکیک اور پھسپھسے کلمات اس کے من گھڑت ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اس کا احکامِ شریعت سے بعید ہونا اس کے گھڑنے والے کے سوءِ فہم اور عدمِ فقاہت پر بھی دلالت کرتا ہے۔''

امام جورقانیؒ یہ ذکر کرنے کے بعد کہ اس کو قصہ گو لوگوں نے گھڑا ہے، لکھتے ہیں: **فنعوذ باللہ من الکذب والبھتان و النفاق والخذلان**..... ''جھوٹ، بہتان، نفاق اور رسوائی سے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں''۔

اسی پر یہ مضمون اپنے اختتام کو پہنچا، اس موضوع پر اردو اور عربی زبان میں میرا ایک مستقل رسالہ بھی ہے جس میں بعض امور کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے مگر تا حال یہ رسالہ طبع نہیں ہوا، اردو اور نہ ہی عربی رسالہ۔

DECEMBER .indd 10 1/17/12 1:11 PM

امام حرم مدنی شیخ عبدالرحمٰن بن علی الحذیفی

مبصرالرحمٰن القاسمی (کویت)
mubassir2008@yahoo.co.in

شیخ عبدالرحمٰن بن علی بن احمد الحذیفی کا تعلق قبیلہ عوامر کی شاخ آل حذیفہ سے ہے، عوامر بنی خثعم کی ایک شاخ ہے، آل حذیفہ کو صدیوں سے عوامر قبیلے کی سربراہی کا شرف حاصل ہے، اور آج بھی آل حذیفہ عوامر میں شریف اور سربراہ خاندان سمجھا جاتا ہے۔

شیخ حذیفی کی پیدائش سال 1366ھ میں عوامر علاقے کے قرن مستقیم قصبے میں ایک متدین خاندان میں ہوئی، آپ کے والد سعودی فوج میں امام وخطیب تھے، آپ نے ابتدائی تعلیم علاقے کے مکتب میں حاصل کی، اور قرآن کریم کا ناظرہ، شیخ محمد بن ابراہیم الحذیفی العامری کے پاس مکمل کیا، نیز آپ ہی کے پاس چند پارے حفظ کئے اور علوم دینیہ کی بعض کتابیں پڑھی۔

سال 1381ھ میں شیخ حذیفی نے سعودی عرب کے علاقے بلجرشی میں واقع مدرسہ سلفیہ میں داخلہ لیا اور یہاں سے متوسطہ کی تعلیم حاصل کی، پھر بلجرشی میں ہی واقع تعلیمی ادارہ "معہد علمی" میں داخل ہوئے اور یہاں سے سال 1388ھ میں ثانویہ کی تعلیم مکمل کی۔

اس کے بعد ریاض کے شریعہ کالج میں سال 1388ھ میں داخل ہوئے اور سال 1392ھ میں فارغ ہوئے۔ شریعہ کالج کی تعلیم سے فراغت کے بعد معہد علمی بلجرشی میں مدرس کی حیثیت سے مقرر ہوئے، جہاں آپ نے تفسیر، توحید، نحو، اور صرف جیسے مضامین کی تدریس سرانجام دیں، اسی کے ساتھ آپ نے علاقہ بلجرشی کی جامع مسجد میں امام وخطیب کے فرائض سرانجام دیئے۔

سال 1395ھ میں شیخ حذیفی نے عالم اسلام کی مشہور ومعروف اسلامی یونیورسٹی جامعہ ازہر سے ماسٹر کی ڈگری حاصل کی، اور اسی یونیورسٹی کے فقہ اسلامی فیکلٹی سے

باقی صفحہ 15 کا

سوال: آپ جس وژن دعوتی کام میں مدد ومعاون ہوگا۔؟

جواب: وژن دعوتی کام کے لیے بہت ہی مفید ہے، انسان ضروریات کا بندہ ہے، جب اس کی ضرورت ہوگی اور آپ اس کی ضرورت پوری کریں گے تو وہ خود بخود آپ سے قریب ہوتا چلا جائے گا۔

سوال: وژن کے کام کے لیے کیا کیا مسائل ہیں؟



ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

سال 1397ھ میں شیخ حذیفی مدینہ منورہ اسلامک یونیورسٹی میں بحیثیت مدرس مقرر ہوئے، جہاں آپ نے شریعہ فیکلٹی میں توحید اور فقہ کی تعلیم دی، اسی طرح آپ کو حدیث فیکلٹی اور دعوت واصول دین فیکلٹیز میں بھی تدریس کا موقع ملا، اور 1418ھ میں قرآن کریم کالج کے شعبۂ قراءات میں قراءات قرآنی کی تعلیم دی۔

اسی اثناء شیخ حذیفی نے یونیورسٹی میں تدریس کے فرائض کے ساتھ ساتھ مسجد قباء میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیئے۔

ماہ جمادی الآخر کی 6 تاریخ سال 1399ھ کو شیخ حذیفی مسجد نبوی میں امام وخطیب کی حیثیت سے منتخب ہوئے، اور ماہ رمضان المبارک 1401ھ کو شیخ موصوف کا حرم مکی میں بحیثیت امام انتخاب عمل میں آیا، اور سال 1402ھ میں آپ کو دوبارہ مسجد نبوی میں امام وخطیب مقرر کردیا گیا اور اس تاریخ سے شیخ مستقل مسجد نبوی میں امام وخطیب کے عہدے پر فائز ہیں۔ حرم مدنی میں امامت کے ساتھ ساتھ شیخ موصوف مسجد نبوی میں حدیث اور فقہ کا درس بھی دیتے ہیں۔

شیخ حذیفی کو کبار علماء اور قراء سے حدیث شریف اور قراءات قرآن پاک کی اجازت حاصل ہے جن میں قراءات عشرہ میں شیخ احمد عبدالعزیز الزیات سے، بروایت حفص اور قراءات سبعہ میں شیخ عامر سید عثمان سے، بروایت حفص شیخ عبدالفتاح القاضی سے اور حدیث شریف میں شیخ حماد الانصاری، شیخ صالح الفوزان، شیخ فالح بن مھدی الدوسری اور شیخ صالح علی ناصر سے اجازت حاصل ہے۔

شیخ حذیفی متعدد تعلیمی کمیٹیوں اور اداروں کے سربراہ اور رکن ہیں، آپ مصحف مدنی کی نظر ثانی کے لیے تشکیل کردہ علمی کمیٹی کے سربراہ، فہد کامپلکس برائے طباعت قرآن کریم اور ریکارڈنگ کی نگرانی کے لیے تشکیل کردہ کمیٹی کے رکن اور فہد کامپلکس برائے طباعت قرآن کریم کی ہائی کمیٹی کے بھی رکن ہیں۔

شیخ کی آواز میں فہد کامپلکس برائے طباعت قرآن مجید سے دومرتبہ کامل قرآن مجید کی ریکارڈنگ کا اہتمام کیا گیا، ایک دفعہ تلاوت بروایت حفص اور ایک مرتبہ طریق شاطبیہ سے بروایت قالون عن نافع تلاوت کلام مجید کی ریکارڈنگ کا اہتمام کیا گیا۔

شیخ حذیفی نے دنیا بھر میں منعقد ہونے والی مختلف تعلیمی اور دینی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت کی ہے۔

شیخ متعدد کتابوں کے مصنف بھی ہیں تاہم یہ کتابیں زیر طباعت ہیں۔

جواب: افراد کی کمی سب سے بڑا مسئلہ ہے، ہم کو افراد کی تیاری کے لیے کافی محنت کرنی پڑ رہی ہے کیونکہ سماج میں بالخصوص سے ہمارے ساتھ چلنے والوں میں باصلاحیت افراد کی کمی ہے جو اس میدان میں کام کرسکیں، لیکن اللہ کے فضل وکرم سے اس کا بھی دیرسویر حل نکال لیا جائے گا۔

سوال: وژن کے نام پر سماج کے ہر طبقے کا تعاون حاصل ہے؟

جواب: اللہ کا فضل وکرم ہے کہ کوئی بھی مسئلہ ہمارے سامنے نہیں ہے، بلکہ سماج کے ہر طبقے اور گروپ کا تعاون حاصل ہے۔

سوال: قارئین مصباح کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

جواب: میری تمام قارئین مصباح سے یہی گذارش ہے کہ وہ اپنی زندگی مثالی اور قرآن وسنت کے مطابق بنائیں اور لوگوں کے لیے عملی نمونہ بنیں، تاکہ غیر دیکھ کر یہ کہہ سکیں کہ یہ شخص اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ ہے، تاکہ وہ اسلام سے قریب ہوں۔

DECEMBER .indd 11 1/17/12 1:11 PM

اعجاز الدین عمری (کویت)
amagz@ymail.com

سمجھا لہو کی بوند اگر تو اسے تو خیر.....



زندگی انسان کی دل کی مرہون منت ہے۔ دل پاور ہاوس ہے جہاں سے جسم میں برقِ حیات کی لہریں دوڑتی ہیں۔ وہ قید بدن بھی ہے اور ہیکل جسمانی سے پرے بھی ہے۔ بدن کی حرکتیں، جسم کی ساری سرگرمیاں دل ہی کے سبب ہیں۔ دل، تن انسانی میں تضادات کا عجائب گھر ہے۔ دل طوفانِ موج رنگ بھی رکھتا ہے اور حسرتوں کی موج خوں بھی رکھتا ہے وہ۔ یہاں بلبل کے نالے بھی ہیں اور گلوں کی خندانی بھی۔ یہ اگر کھل جائے تو باغ شگفتہ ہے اور اگر تنگ ہو تو مثل زنداں ہے۔ دل، جسم انسانی میں احساس و شعور کی آماجگاہ اور افکار انسانی کی جائے پیدائش ہے۔ دل، انسان کے بدن میں وہ دنیا ہے جس کے مشرق و مغرب اور پورب پچھّم کا کسی کو ادراک نہ ہو سکا ہے۔ علامہ اقبال دل کی زندگی کو خودی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اس کی بیکرانی کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتے ہیں

خودی کیا ہے رازِ درون حیات
خودی کیا ہے بیدارئ کائنات
ازل اس کے پیچھے ابد سامنے
نہ حد اس کے پیچھے نہ حد سامنے
زمانے کی دھارے میں بہتی ہوی
ستم اس کی موجوں کا سہتے ہوے
ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر
ہوی خاک آدم میں صورت پذیر
خودی کا نشیمن ترے دل میں ہے
فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے

اس دھرتی پر دل سے بڑھ کر کرشماتی شے شاید کوئی اور نہ ہو... بشر کا بدن اگر سلطنت ہے تو دل اس میں سلطان ہے۔ وہ دل جس میں تخیلات پلتے ہیں، احساسات ابلتے ہیں اور جذبات امڈتے ہیں، وہ دل جس سے نالہ و آہ نکلتے ہیں، جو دکھ سہتا ہے اور درد اُٹھاتا ہے، جو بار غم سے ڈھے جاتا ہے اور جو خوشیوں میں جھوم اُٹھتا ہے ... وہ دل جو انسان کو خوابوں کی نگری کی سیر کرائے ... جو یادوں کے پرانے گیت سنائے، جو یاس کی اندھیری راتوں میں امیدوں کا دیپ جلائے ... وہ دل نہ ہاتھوں میں سماتا ہے اور نہ آنکھوں کو نظر آتا ہے۔ کوئی نہ اس کی گہرائی کا اندازہ کر سکتا ہے اور نہ اسکی حدوں کا احاطہ کرنا کسی کے بس کی بات ہے۔ اس دل کی تفسیر اقبال کے پاس کچھ اس طرح ہے ۔

سمجھا لہو کی بوند اگر تو اسے تو خیر
دل آدمی کا ہے فقط اک جذبۂ بلند
گردش مہ و ستارہ کی ناگوار اسے
دل آپ اپنے شام و سحر کا ہے نقش بند
جس خاک کے ضمیر میں ہے آتش چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاک ارجمند

انسان کا دل، کشاکش و کشمکش کا مرکز ہے۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی رزمگاہ ہے۔ جہاں دو متضاد طاقتوں کے درمیان گھمسان کا رن جاری ہے۔ یہ نہ تھمنے والی جنگ خیر و شر اور نیکی و بدی کی طاقتوں کے درمیان ہے۔ ہر دو قوت نفس انسانی کو لے کر کھینچا تانی کر رہی ہیں۔ دل کس کے پاس جا کر دم لے گا؟ اسی پر اس کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہوگا۔ ہر گھڑی دل امتحان کے دور سے گزرتا ہے۔ ہر لمحہ اسے فیصلہ کن موقف اختیار کرنے کی آزمائش کا سامنا رہتا ہے۔

دنیا میں سر اُٹھانے والی ہر جنگ اور ہر کشمکش، رونما ہونے والے سارے مسائل، امن کی کوشش اور بد امنی کے اسباب، سچ اور جھوٹ، حق اور ناحق، دھرم اور ادھرم .... دل ہی سب کا محور ہے اور دل ہی سب کا مرکز ہے۔ دل میں جاری جنگ کی ہار جیت پر ہی ان سارے امور کے فیصلے مضمر ہیں۔ دل کی طاقت اور اس کی قدرت کو ماپنے کا کوئی آلہ ایجاد ہوا ہے اور نہ اس کا مستقبل میں کوئی امکان ہی ہے۔ سویت یونین نے پہلی بار ۱۹۶۱ میں ۱۰۰ میگاٹن طاقت والا ہائڈروجن بم ''آیون'' ایجاد کیا تھا، اس کو (KING OF BOMBS) یعنی ''شاہ بم'' بھی کہا جاتا ہے اور پھر اس سے ہونے والی عام تباہی اور ہلاکت خیزی کے ڈر سے اس کی طاقت کو گھٹا کر اسے پچاس میگاٹن میں محصور کر دیا گیا۔ انسان کا دل کسی بھی تباہ کن اور ہلاکت خیز 'بم' سے زیادہ تباہی مچانے کی طاقت رکھتا ہے۔ صرف ایک بم ہی نہیں بلکہ دنیا میں ظہور پانے والی ہر تصویر، وجود پانے والا عمل کا ہر روپ پہلے دل کے کینوس میں خیال اور تصور بن کے ابھرتا ہے۔ تعمیر و تخریب، بناؤ اور بگاڑ میں دل کا ارادہ ہی فیصلہ کن ہوتا ہے۔ اس لیے دل پر قابو پانے والے ہی تاریخ انسانی کے ہیرو بن گئے۔ دل کو تھامنے والا، اُسے روکنے والا اور اس کو زیر کرنے والا ہی طاقتور انسان ہوتا ہے۔ اسی لیے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ''پہلوان وہ نہیں جو دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ بلوان تو وہ ہے جس نے غضب کے وقت اپنے دل کو قابو میں رکھا''۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالی نے انسان کے دل میں خیر و شر اور نیکی و بدی کے عناصر کو مساوی مقدار میں رکھ کر اُسے دنیا کی امتحان گاہ میں بھیجا ہے ﴿وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا﴾ ''اور نفس انسانی کی اور اس ذات کی جس نے اُسے ہموار کیا پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی'' پھر اس کو تاکید کی گئی کہ جو

DECEMBER .indd 12 1/17/12 1:12 PM

اپنے نفس کا تزکیہ اور اس کی تربیت کر کے جبلت تقوی کو جبلت فجور پر غالب کرنے کی سعی و کوشش کرے گا اور بہیمی جذبات کو روند کر ملکوتیت کو پروان چڑھائے گا وہی دراصل کامیاب ہوگا اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ نامراد ہوگا ۔ ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا﴾ ''یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبایا''

نفس سے لڑنا، دل کو زیر کرنا، اس کو ملکوتی مقاصد کے تابع بنانا اور اسے نیکی کی راہ پر چلانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی ۔ اس کے لیے چیتے کا جگر درکار ہوتا ہے ۔ یہ جوئے شیر لانے سے بھی مشکل کام ہے ۔ بزدلوں سے یہ کام نہ ہو پایا ہے اور نہ ہونے والا ہے ۔ یہ ہمت اور جوانمردی کا کام ہے ۔

مقام شوق ترے قدسیوں کے بس کا نہیں
انہیں کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد

اپنی خواہشوں کو بے لگام رکھنے والے کے لیے تو یہ ناممکن ہے ۔ اس کے لیے اقبال کے شاہین کی صفات اپنانے کی ضرورت ہے ۔ اقبال کا شاہین کچھ ان خصلتوں کا حامل ہے... ؎

''نہ بادِ بہاری، نہ گلچیں، نہ بلبل
نہ بیماریٔ نغمۂ عاشقانہ
خیابانوں سے ہے پرہیز لازم
ادائیں ہیں ان کی دلبرانہ
ہوائے بیاباں سے ہوتی ہے کاری
جوانمرد کی ضربتِ غازیانہ''

ایمان حصولِ جنت کے لیے شرط لازم ہے تو جنت کی درجہ بندی بھی ایمانی قوت کے اعتبار سے ہوگی ۔ ایمان کی طاقت دل کی ہمت پر انحصار کرتی ہے ۔ دل میں جس طرح کا ایمان جاگزیں ہوگا اسی تناسب سے نیکیوں کے ساتھ لگاؤ اور برائیوں سے نفرت ہوگی ۔ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: مَنْ رَاَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ . فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ ''اگر تم میں سے کسی نے کوئی برائی دیکھی تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اسے بدل ڈالے اور اگر اس کے لیے یہ ممکن نہ ہو تو پھر اپنی زبان سے (اس کو بدل ڈالنے کی کوشش کرے) اور اگر یہ بھی نہ ہو سکا تو اسے چاہیے کہ اپنے دل سے (اس برائی کو محسوس کرے اور اس سے دوری بنائے رکھے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور مقام ہے''۔ (مسلم)

انسان کو اس طرح کا دل صرف توفیق الٰہی سے پانا ممکن ہے ۔ آسمان والے رب کا لطف و کرم نہ ہو تو کوئی بھی اس ''تاریک گھر'' میں روشنی نہیں پہنچا سکتا ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''ابن آدم کا دل اللہ تعالی کی انگلیوں کے درمیان ہے ۔ اگر اس نے اسے ہدایت کی طرف موڑنا چاہا تو اس طرف اسے موڑ دیتا ہے اور اگر اسے گمراہی کی جانب پلٹ دینے کا اس کا ارادہ ہوا تو وہ اسے اس جانب پلٹ دیتا ہے'' اسی لیے اللہ کے پیغمبر ﷺ کثرت سے دعا فرماتے ''يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ'' جس کے معنی ہیں ''اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر جمائے رکھیو'' (ترمذی)

اور مومنوں کو اس دعا کی آپ وصیت بھی فرماتے تھے ۔

دل، آدمی کی شخصیت کا آئینہ ہے ۔ اگر کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کیا سوچتا ہے، اس کے دل میں کیسے خیالات جنم پاتے ہیں اور پلتے ہیں تو اس آدمی کو پہچاننا کوئی مشکل کام نہ ہوگا ۔ اگر کسی نے کسی شخص کی سوچ کی ڈگر معلوم کر لی ہے گویا اس نے اس کی بیوگرافی پڑھ ڈالی ۔ ایمرسن امریکن شاعر تھا ۔ وہ کہا کرتا تھا ''انسان کی سوچ ہی اس کی کنجیاں ہیں ... آدمی ہمیشہ جس چیز کے بارے میں سوچتا ہے وہ آدمی وہی ہوتا ہے...''

یہ مری روح کا احساس ہے آنکھیں کیا ہیں
یہ مری ذات کا آئینہ ہے چہرہ کیا ہے

اگر یہ سچ ہے کہ دل آدمی کی شخصیت کا آئینہ ہے تو پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ زندگی دل کا آئینہ ہے ۔ آدمی کا اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، اس کے اخلاق و عادات، اس کی فکر و نظر، اس کی تہذیب و تمدن، اس کی سیاست و معاشرت، اس کی محبتیں اور اس کی نفرتیں، اس کی قربتیں اور اس کی دوریاں، اس کا ملنا اور بچھڑنا، اس کے آنسو اور اسکی مسکان .... یہ سب کتاب دل کی تفسیریں ہیں، یہ اسی کے خیالوں اور ارادوں کی ترجمانی ہی تو ہیں؟! غالب کے اس شعر میں شاید یہی مطلب پوشیدہ ہے ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

اقبال نے اسی نکتہ کو اس شعر میں واضح کیا ہے جس میں انہوں نے غالب کی قدرت کلام پر انہیں خراج تحسین پیش کیا تھا ؎

لطف گویائی میں تیری ہمسری ممکن نہیں
ہو تخیل کا نہ جب تک فکر کامل ہمنشیں

چلنا انسان کی ضرورت ہے ۔ یہی اس کا مقدر بھی ہے ۔ مگر انسان کے چلن کا ڈھنگ اور اس کی کیفیت اس کا دل متعین کرتا ہے ۔ اسی لیے قرآن مجید کہتا ہے ..''....اور تو زمین میں اکڑ کر نہ چل، اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا ۔ بلکہ تو اپنی چال میں اعتدال اختیار کر'' (لقمان: ۱۸، ۱۹)

''اور رحمٰن کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں....'' (الفرقان: ۶۳)

''زمین میں اکڑ کر مت چل، تو زمین کو نہ پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتا ہے'' (الاسراء: ۳۷)

چال کی طرح انسان کا لباس اور خورد و نوش بھی اس کے دل کے ارادوں کی عکاسی کرتا ہے ۔ اسی لیے پیغمبر انقلاب ﷺ نے فرمایا ''تم کھاؤ پیو اور پہنو اور (دوسروں کو بھی) صدقہ کرو مگر (احتیاط برتو کہ) اس میں فضول خرچی اور کبر و نخوت کا شائبہ تک نہ ہو'' (بخاری)

مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''جس کے دل میں ذرّہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا ۔'' کسی نے پوچھا: ''(اے اللہ کے رسول) آدمی تو چاہتا ہی ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں؟'' آپ ﷺ نے جواب دیا ''(اس میں کوئی حرج نہیں) اللہ تعالی بھی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے ۔ کبر تو یہ ہے کہ (آدمی) حق کو مسترد کر دے اور لوگوں کو حقارت سے دیکھے''

پیار کے رنگ ہزار، اظہار محبت کے ڈھنگ بے شمار .... بچوں سے کس کو پیار نہیں ہوتا... ایک دیہاتی نے پیارے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک بچے کا بوسہ لے رہے ہیں، اس کے لیے یہ منظر بڑا عجیب سا لگا، اس نے کہا ''یا رسول اللہ کیا آپ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں ہم بچوں کا بوسہ نہیں لیا کرتے....!!'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر اللہ تعالی نے تمہارے دلوں سے رحمت (جذبۂ محبت) چھین لی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں'' (بخاری)

دل ہی زندگی میں رنگ بھرتا ہے ۔ زندگی بے رنگ بھی دل ہی سے ہوتی ہے ۔ زندگی کے سارے معاملات میں دل

DECEMBER .indd 13 1/17/12 1:12 PM

ہی فیصلہ کن ہوتا ہے۔ دل ہی آدمی کے سر کامیابی کا سہرا باندھتا ہے اور دل ہی انسان کے نام ناکامی کا بٹہ لگاتا ہے۔ دل ہی انسان کی جنت اور دوزخ کی راہ ہموار کرتا ہے۔ مسلم کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں پر نظر رکھتا ہے''

ایک اور روایت میں ہے کہ ''جان لو، بلاشبہ جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ درست رہا تو اس سے سارا جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو اس سے سارا جسم بگڑ جاتا ہے، سن لو، وہ دل ہی ہے'' (بخاری و مسلم)

آخرت میں جزا و سزا بھی دل کی کارکردگی پر منحصر ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔ ''جو بے معنی قسمیں تم بلا ارادہ کھالیا کرتے ہو، ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا، مگر جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو، ان کی باز پرس وہ ضرور کریگا'' (البقرہ:۲۲۵)

پیارے نبی ﷺ کا یہ فرمان ''عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ آدمی کو وہی کچھ ملنے والا ہے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے'' بھی اسی امر کی وضاحت ہے۔

جدید انسان کو اپنی ترقی پر ناز ہے۔ اس نے دنیا کی وسعتوں کو سمیٹ کر اسے گاؤں کی شکل دی ہے۔ اس نے اسکی مسافتوں کو لپیٹ کر رکھ دیا ہے۔ مگر وہ اپنے ہی دل کی باتوں سے انجان بنا ہوا ہے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا اپنے
افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کے شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

جدید طرز زندگی نے انسان کے دل کو بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ نفس انسانی میں اسی سے افراتفری کا عالم ہے۔ انسان جدیدیت کا غلام بنتا جا رہا ہے۔ نئی نئی ایجادات انسانی دل و دماغ پر حکمرانی کر رہی ہیں۔ کائنات کو انسان کے لیے مسخر کیا گیا تھا۔ لیکن انسان انہیں کی بندگی میں لگ گیا تو دل نے اپنا اصل جوہر کھو دیا۔ اور اسی لیے

نہ عشق باادب رہا نہ حسن باحیا رہی
ہوس کی دھوم دھام ہے نگر نگر گلی گلی

جب روح پر مادیت کا غلبہ ہوا تو دل میں زندگی کے آثار ختم ہی ہوگئے۔ حرص و ہوس کی آتش نے ارمان بڑھائے اور جینے کی آرزو نے دل میں 'غم مسلسل' کے لیے دروازے کھول دئے۔ اور اس کے نتیجہ میں انسان کو کیا ملا.....؟! بس یہی کہ

غم مسلسل کی تلخیوں نے، بدل دیا ہے مزاج دل کا
امنگ ہے آرزو نہیں ہے، تلاش ہے مدعا نہیں ہے

روشنی جتنی تیز ہوی اندھیرے اور بڑھے۔ ظاہر کی چمک دمک جتنی بڑھی اندروں تاریک تر بنتا گیا۔ بناوٹوں نے حقیقتوں کو ایسے چھپا دیا کہ انسان نے پھر انہیں ڈھونڈنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ مٹی کا مول بڑھا تو آدمی کی قیمت گھٹ گئی۔ آرائش و زیبائش پر نگاہیں ایسے گڑھ گئیں کہ انسان کو پہچاننے کے لیے کوئی نظر نہ اُٹھ سکی۔ انسان ضرورتوں کی جھرمٹ میں گھر گیا تو قدریں قصۂ پارینہ بن گئیں۔

معیارِ زندگی کو اُٹھانے کے شوق نے
کردار پستیوں سے بھی نیچے گرادیا

بدن پر اتنا زور دیا گیا کہ دل کا کوئی پرسانِ حال ہی نہ رہا۔ دل کو مار مار کے.....سانسیں چلتی رہیں اور بدن جیتا رہا... 'عروج' کی بلندیوں کی پرواز میں 'انسان' اوجھل ہوتا گیا اور دل کی بے ضمیری پستیوں کی زمین چھوتی رہی

نہ اضطراب، نہ درد و خلش، نہ سوز و گداز
دل خراب ہمیں تیری موت کا غم ہے

حضرت ابن مسعودؓ کا مشہور قول ہے...

تین موقعوں پر اپنے دل کو ٹٹول ... جب تو قرآن سنے، جب تو ذکر کرنے بیٹھ جائے اور جب تو خلوت میں رہے....اور اگر ان تین مقامات میں تجھے دل کی حضوری کا احساس نہ ہو پائے تو پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے ایک دل مانگ کیونکہ تو دل کی دولت سے محروم ہے''۔ بقول اقبال

گرچہ تو زندانی اسباب ہے
قلب کو لیکن ذرا آزاد رکھ
بانگ اسرافیل ان کو زندہ کر سکتی نہیں
روح سے تھا زندگی میں بھی تہی جن کا جسد

اور بقول عامر عثمانی

بے سوز و تپش، بے درد و خلش، ہے عمر ابد بھی لاحاصل
آغاز وہی ہے جینے کا جب دل کو تڑپنا آجائے

اور غالب کے الفاظ میں

ہے ننگِ سینہ دل اگر آتش کدہ نہ ہو
ہے عارِ دل نفس اگر آذر فشاں نہ ہو



خوش فہمی بلکہ غلط فہمی

یاسین سامی عبداللہ یوگوی (متعلم کویت یونیورسٹی)

زندگی چند سانسوں کے مجموعے کا نام ہے۔ اور یہ اوقات وایام بڑی تیزی سے گزر رہے ہیں، جن سے انسان واقعتاً غافل اور لاعلم ہے، حقیقت کی نظر سے اگر پرکھا جائے تو ہم بڑے بیوقوف اور نادان ہیں، اس لیے کہ ہم ان لمحات کو بلا فائدہ ضائع کر رہے ہیں۔

سکینڈ منٹ میں، منٹ گھنٹے میں، پھر گھنٹوں کے مجموعے سے دن معرضِ وجود میں آتا ہے۔ اسی طرح دنوں کی جھرمٹ کو مہینہ کے نام سے پہچانا جاتا ہے، مہینے کے تانے بانے سے ایک بڑی عمارت کی تعمیر ہوتی ہے، جو سال کے اسم سے موسوم ہوتا ہے، یوں یہی سال عقد اور عقد صدی میں تبدیل ہوتے جاتے ہیں، اور اس زمانے کا اصول چلتا رہتا ہے، ان کے مابین چولی دامن کا تعلق ہے۔

لہذا ہمیں چار و ناچار اس بات کی تصدیق کرنی پڑتی ہے کہ زمانہ کی بسر اوقات کے ساتھ ہی حضرتِ انسان کی زندگی میں زیادتی کی بجائے کمی ہو رہی ہے۔

پچھلے سال کے حالات و واقعات کی فلم کو اگر آپ ذہن کی سکرین پر ذرا لا کر دیکھنے کی زحمت کر دیں، تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ یقیناً ہم بے انتہا خسارے میں ہیں، کیونکہ ایام و اسابیع کے پہیے کی تیزی میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے، اور آئے روز زندگی کی سانسوں میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ مگر ہم اس سے مسلسل تغافل برت رہے ہیں، دنیا کی رنگ رلیوں میں سرمست مسرور، اس فانی ہست و بود کی رنگینیوں کے نشے میں مخمور، حرص و لالچاہٹ اور اپنے نفسِ امارہ کے سامنے مجبور، اپنے وجود کی اصلی وجہ سے کوسوں دور، خس و خاشاک کی نئی دنیا بسانے میں مگن و منہمک اور مصروفِ عمل ہیں۔

الغرض! ایک ہی خوش فہمی بلکہ غلط فہمی میں ہر آدم زاد مبتلا ہے، کہ وہ ایک سرمدی زندگی کا مالک ہے، اس نے آبِ حیات پی رکھا ہے اور چاہتے ہوئے بھی نہیں مرنے والا ہے، آبِ خضر کی نہریں اس کے انگ انگ میں موجزن ہیں۔ اس وہم میں مبتلا جوں وقت گزرتا جاتا ہے بزعمِ خویش اسکے دل کو ٹھنڈک، جگر کو تسلی اور دماغ کو راحت پہنچتی رہتی ہے۔

DECEMBER .indd 14 1/17/12 1:12 PM

روبرو

پروفیسر اے کے صدیق حسن عبداللہ

نائب امیر جماعت اسلامی ہند کے ساتھ چند لمحے

محمد خالد اعظمی (کویت)
khalid.azmi64@gmail.com



دبلے پتلے لیکن باعزم و باحوصلہ پہاڑوں کی مانند 66 سالہ پروفیسر اے کے صدیق حسن عبداللہ 1945ء میں ہندوستان کے سرسبز و شاداب صوبہ کیرالا میں پیدا ہوئے، ہائی اسکول تک کی تعلیم اپنے گاؤں کے گورنمنٹ اسکول میں حاصل کی، دینی تعلیم کی غرض سے ان کے والد نے درس نظامیہ میں داخلہ کرادیا جہاں سے افضل العلماء کی ڈگری حاصل کی، عربی زبان وادب میں کالی کٹ یونیورسٹی سے ایم۔اے کیا۔

تعلیم کے بعد ملازمت گورنمنٹ کالج میں ہوگئی، کیرالا کی مختلف یونیورسٹیز میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے، یہاں تک کہ 1990ء میں ریٹائرڈ ہوگئے۔ 15 سالوں تک جماعت اسلامی کیرالا کے ذمہ دار رہے۔ 2005ء میں جماعت اسلامی ہند کے اسسٹنٹ سکریٹری ہوئے۔ فی الحال جماعت اسلامی ہند کے نائب امیر ہیں۔ موصوف کی متعدد کتابیں ملیالی زبان میں شائع ہوچکی ہیں، بعض کتابوں کا ملیالی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ صدیق صاحب کا خاص میدان صحافت ہے، ملیالی زبان کے مشہور اخبار 'مادھیامم' کے اساسی سکریٹری بھی رہ چکے ہیں، یہ اخبار عالمی طور پر 19 جگہوں سے شائع ہونے والا ملیالی روزنامہ ہے۔ آپ ہیومن ویلفیئر فاؤنڈیشن دہلی کے جنرل سکریٹری، سہولت مائیکروفائنانس سوسائٹی دہلی کے صدر، مسلم پرسنل لا بورڈ، اور عالمی علماء کونسل قطر کے رکن ہیں۔ خلیجی ممالک کے علاوہ، سوڈان، بنگلادیش، پاکستان، اور ملیشیا کے دعوتی اور علمی دورے بھی کئے ہیں۔ ہم نے آپ سے زیادہ تر سوالات وژن 2016ء سے متعلق کئے ہیں، جس کی تفصیل ذیل کے سطور میں پیش خدمت ہے۔

سوال: کیرالا کی کوئی خاص بات؟۔

جواب: ہندوستان میں اسلام کی روشنی سب سے پہلے مالابار کے ساحل پر عرب تجار کے ذریعہ پہونچی، اہل کیرالا رزق معاش کے سلسلے میں خلیج میں کافی تعداد میں ہیں، اسی وجہ سے کیرالا کے لوگ ہندوستان کے دیگر صوبوں کے مقابلہ میں خوشحال اور تعلیم یافتہ بھی ہیں۔

سوال: ہیومن ویلفئر فاؤنڈیشن کا تعارف کرائیں گے؟

جواب: ہیومن ویلفیئر فاؤنڈیشن (HWF) مختلف ممتاز ملی قائدین، سماجی کارکنان اور دانشوروں پر مشتمل ایک مرکزی تنظیم ہے۔ فاؤنڈیشن کے تحت مختلف شعبوں سے متعلق کئی غیر سرکاری تنظیمیں (NGOS) کام کررہی ہیں اور یہی فاؤنڈیشن وژن 2016ء کے منصوبوں اور اسکیموں کو نافذ کررہی ہے، فاؤنڈیشن اور اس کے ملحق ادارے تعلیم، بالخصوص تعلیم بالغاں، صحت، مائیکروفائنانس انشورنش، روزگار کی فراہمی، قانونی امداد اور کاؤنسلنگ جیسے میدانوں میں کام کررہے ہیں اور سماج کے پسماندہ افراد کی مجموعی فلاح کے لیے کوشاں ہے۔

سوال: تعلیم ملک اور قوم کی ترقی کا سب سے اہم ذریعہ ہے، تو کیا بتائیں گے کہ فاؤنڈیشن نے تعلیم کے لئے کیا کچھ کیا ہے یا کررہی ہے؟

جواب: سوال بہت ہی اچھا ہے، کیونکہ تعلیم پر توجہ دیئے بغیر سماجی ترقی کا کوئی خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ تعلیم مستحکم ترقی کی ایک اہم حکمت عملی ہے۔ وژن 2016ء میں بھی تعلیم پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ ہمارا ہدف ہے کہ 2016ء تک ملک کی مختلف ریاستوں میں ایک سو اسکول قائم کیے جائیں، اعلی تعلیم کے لئے ایک لاکھ طلبہ کو اسکالرشپ دی جائے، ہر ریاست میں طلبہ کے ہاسٹل بنائے جائیں، دس دارالأیتام کا قیام اور ایک ہزار یتیموں کی کفالت ہو۔

سوال: آج خدمتِ خلق سے لوگ بے اعتنائی برتتے ہیں، کیا آپ کے پاس خدمت خلق کا کوئی خاص شعبہ ہے؟

جواب: ہیومن ویلفیر فاؤنڈیشن نے اسلام میں خدمتِ خلق کی اہمیت اور ہندوستان میں خدمتِ خلق کی نوعیت، تقاضوں اور ضرورتوں کے پیش نظر 10 کروڑ روپے پر مشتمل اصل سرمایہ کاری فنڈ تشکیل دیا ہے۔ تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مالی وسائل کی قلت کے باعث ضرورت مندوں اور محتاجوں کی مدد اور راحت کے کاموں میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ قدرتی آفات کے تسلسل اور عطیہ دہندگان کی بڑھتی ہوئی مشکلات کے سبب اس فنڈ کی اہمیت کئی گنا بڑھ گئی ہے۔

سوال: ویژن کا خیال کب اور کس کے ذہن میں آیا؟

جواب: ویژن 2016ء کا خیال سب سے پہلے ۲۰۰۶ء میں اس وقت کے امیر جماعت اسلامی ہند ڈاکٹر عبدالحق انصاری کے ذہن میں آیا۔ اس کے بعد اس خیال کو جماعت اسلامی کی مجلس شوری میں پیش کیا گیا بالآخر متفقہ فیصلے کے بعد اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، اور اس کا مجھے ذمہ دار بنایا گیا۔ وژن 2016ء ملک کی سماجی ترقی کے منظرنامے کو تبدیل کرنے کے لیے ایک حوصلہ مند منصوبہ ہے۔ اس منصوبے میں تعلیم، صحت، روزگار اور قانونی امداد پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ وژن کے شعبہ جات میں کام کرنے کے لئے ملک کے مختلف علاقوں میں متعدد اداروں کا قیام عمل میں آیا ہے، ہیومن ویلفیئر فاؤنڈیشن نئی دہلی کی نگرانی میں زیر عمل سارے پروجیکٹ سماج کے سربرآوردہ اور مخلص کارکنوں کے مشوروں سے انجام پایا ہے۔

سوال: وژن کے لیے پہلے کیا کا کام کیا؟

جواب: سب سے پہلے وژن کا پلان تیار کیا، اصولی باتوں پر توجہ دی گئی، ادارہ بنایا گیا، اور ابتدائی کام پر لوگوں کو متعین کیا۔

سوال: اس وقت کل کتنے پروجیکٹ روبہ عمل ہیں؟

جواب: اس وقت کل ۲۰۰ پروجیکٹ پر کام ہورہا ہے، بہت سارے پروجیکٹ کا کام مکمل ہوچکا ہے۔

سوال: وژن 2016ء پر اب تک کتنا صرفہ آیا ہوگا۔

جواب: اللہ کے فضل وکرم پھر آپ تمام لوگوں کی دعاؤں اور تعاون سے پانچ سو کروڑ روپئے کا کام ہوچکا ہے۔ (باقی صفحہ 11 پر)

DECEMBER .indd 15 1/17/12 1:12 PM

''آپ کا شیشہ''



عرفی شیرازی سولہویں صدی کا معروف فارسی شاعر ہے۔ پچھلے دنوں میں اسے پڑھ رہا تھا تو دوران مطالعہ مجھے اس کا یہ شعر پسند آیا۔

''دردل ما غم دنیا غم معشوق شود
بادہ گرخام بود پختہ کند شیشہ ما''۔

یعنی جب مجھے ''غم دنیا'' ملتا ہے، تو میرا دل اسے ''غم معشوق'' بنا دیتا ہے۔ اور جب مجھے 'خام شراب' دی جاتی ہے تو میرا 'شیشہ' اسے 'پختہ' بنا دیتا ہے۔

عرفی کے اس شعر میں کامیابی کا راز چھپا ہے۔ کامیابی کیا ہے؟ کامیابی یہ ہے کہ انسان کم کو زیادہ بنانے کا ہنر جان لے۔ وہ ناپختہ کو پختہ بنانا سیکھ لے۔ وہ اس 'میکانزم' کو جان لے جس کے ذریعہ ناکامی کو کامیابی میں تبدیل کیا جاتا ہے، اور مائنس (Minus) کو پلس (Plus) بنایا جاتا ہے۔

کامیابی یہ ہے کہ ایک شخص کے حصہ میں بیابان آئے اور وہ اسے لہلہاتا ہوا باغ بنا دے۔ اسے ناکمل ٹکنالوجی دی جائے اور وہ اسے 'اپ گریڈ' کر کے اپنے دشمن کو چونکا دے۔ اسے ناکامی ملے اور وہ اس کے اندر سے کامیابی کو نکال لے۔ وہ شعور کی سطح پر اتنا بلند ہو جائے کہ نامکمل بات میں مکمل بات کو پڑھ لے۔

جب بھی کسی آدمی کو کامیابی ملتی ہے، تو وہ نامکمل ہوتی ہے، وہ مکمل نہیں ہوتی۔ آدمی خود اپنے شعور کا استعمال کر کے اسے آگے بڑھاتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ چھوٹی کامیابی (smaller success) سے بڑی کامیابی (Greater success) کی طرف بڑھتا ہے۔

اگر آدمی کے پاس وہ 'شیشہ' نہ ہو جس میں ناپختہ شراب پختہ بنائی جاتی ہے، تو وہ اس دنیا میں کوئی قابل قدر کارنامہ انجام نہیں دے سکتا۔ کسی بھی قابل ذکر کارنامہ کو انجام دینے کے لیے لازم ہے کہ آدمی کے پاس وہ شعور ہو جس کے ذریعہ وہ نامکمل کو مکمل اور ناپختہ کو پختہ بنا سکے۔

''بادہ گرخام بود پختہ کند شیشہ ما''

گائے کو دیکھئے، وہ کیا کھاتی ہے؟ گھاس بھوس، لیکن دیتی کیا ہے؟ دودھ! گائے کو گھاس بھوس ملتا ہے لیکن اس کا 'شیشہ' اسے دودھ بنا دیتا ہے۔ اگر گائے کے پاس گھاس بھوس کو دودھ بنانے والا 'شیشہ' نہ ہو تو گائے زمین پر اپنی اہمیت کھو دے گی۔

اب زمین کو دیکھئے، زمین کے اوپر کتنی غلاظت ڈالی جاتی ہے، لیکن زمین ہے کہ وہ انھیں اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو جانتے ہیں کیا ہوگا؟ زمین پر لاشوں کا پہاڑ نظر آئے گا اور فضاؤں میں ہر طرف بدبو پھیلی ہوئی نظر آئے گی۔ زمین اپنے دامن میں تمام غلاظت کو سمیٹتی ہے اور پھر زمین پر پھول کھلاتی ہے اور فضاؤں میں خوشبو اڑاتی ہے۔ زمین کا شیشہ (میکانزم) بدبو کو خوشبو میں بدل دیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی بڑے کام کو انجام دینے کے لیے ایک شیشہ درکار ہوتا ہے، جہاں ناکامیاں کامیابیوں میں ڈھل جاتی ہیں، جہاں مائنس (Minus) کو پلس (Plus) بنا دیا جاتا ہے۔ جب تک کسی انسان کے پاس وہ شیشہ (شعور) نہیں ہوگا، جس کے ذریعہ وہ اپنے کم کو زیادہ بنا سکے، تب تک وہ دنیا میں کوئی بڑا کارنامہ انجام نہیں دے سکتا۔

محمد آصف ریاض
asif343@gmail.com

بات تو بہت صحیح ہے!



پچھلے دنوں میں پٹنہ کے سفر پر تھا۔ میرے بغل والی سیٹ پر ایک بڑھیا بیٹھی تھی۔ وہ ہندو تھی اور اپنے بیٹے کے ساتھ دہلی سے پٹنہ جا رہی تھی۔ بات چیت کے دوران اس نے مجھ سے پوچھا کہ بیٹا! یہ بتاؤ کہ کسی انسان کو سورگ (جنت) کس طرح ملے گی؟۔ میں نے اسے بتایا کہ کہو کہ ''ایشور ایک ہے'' اور اسی ایک ایشور کی عبادت کرو تم جنت میں چلی جاؤ گی۔ یہ کہتے ہوئے، میری نگاہ میں پیغمبر اسلام کا وہ فرمان تھا جسے حدیث کی کتابوں میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ من قال لاالہ الااللہ خالصاً من قلبہ دخل الجنۃ ۔ ''جس نے سچے دل سے کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جنت میں داخل ہوگا''۔ میری بات سن کر بڑھیا نے کہا ''یہ تو بہت آسان فارمولہ ہے! اب میں چپکے چپکے ہر روز بلکہ ہر لحہ اس ایک ایشور کو یاد کروں گی۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گی''۔ بڑھیا کو نصیحت کرتے ہوئے میرے سامنے پیغمبر اسلام کا وہ قول تھا جسے حدیث کی کتابوں میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ یسّروا ولا تعسّروا، بشّروا ولا تنفّروا ۔ ''تم آسانیاں پیدا کرو مشکل پیدا مت کرو، تم بشارت سنانے والے بنو نفرت پھیلانے والے مت بنو''۔

پٹنہ میں مجھے ایک شادی میں شرکت کرنی تھی۔ یہ شادی پٹنہ کے ایک گاؤں حضرت سائیں میں تھی۔ حضرت سائیں پٹنہ کا وہ گاؤں ہے جہاں ایک اندازے کے مطابق 1977 میں میری پیدائش ہوئی۔

نکاح کی تقریب گاؤں کی مسجد میں منعقد ہوئی۔ تقریب میں مسلمانوں کے ساتھ کئی غیر مسلم حضرات نے بھی شرکت کی۔ رام روپ پرشاد کالج کے جنرل سکریٹری 'سادھو بابو' بھی تقریب میں موجود تھے۔ انھوں نے تقریب کے اختتام پر مسجد کے اس حصہ کو دیکھا جہاں مسلمان نماز ادا کرتے ہیں۔ جب وہ اندر سے باہر آئے تو ان کے چہرے پر حیرانی کی لکیریں نمایاں تھیں۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں آپ لوگ کس کی عبادت کرتے ہیں؟ یہاں تو کوئی دیوتا نہیں ہے!

میں نے انھیں بتایا کہ مسلمان صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ اللہ آسمان پر ہے لیکن اس کا علم ہر جگہ ہے اور ہر چیز اس کی نگاہ میں ہے۔ وہ زمین و آسمان کا مالک ہے، اس نے سورج بنایا تا کہ انسان اس کی روشنی میں اپنا رزق تلاش کر سکے۔ اس نے رات بنایا تا کہ انسان کو پردہ میسر ہو۔ اس نے نیند پیدا کی تا کہ انسان کو آرام حاصل ہو، اس نے آسمان سے پانی برسایا تا کہ زمین پر زندگی قائم رہے۔ رہی بات بتوں کی پوجا کی تو مسلمان کسی بت کو نہیں پوجتے اور نہ ہی کسی مذہب میں بت پوجا کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ میں نے انھیں بتایا کہ بتوں کی پوجا کس طرح شروع ہوئی۔

بہت پہلے ایک قوم رہتی تھی جس کا نام قوم نوح تھا۔ قوم نوح کے لوگ کئی کئی سو سال تک زندہ رہتے تھے۔ اس قوم کا جب کوئی نیک بزرگ مرجاتا تو یہ لوگ بہت غمگین ہوتے، عرصہ تک اسے یاد کر کے روتے رہتے تھے، ایک شخص نے انھیں مشورہ دیا کہ کیوں نہ ایسا کریں کہ جو لوگ مرجاتے ہیں ہم ان کی مورتی تراش لیں اور جب ان کی یاد آئے تو اس مورتی کو دیکھ کر دل کو بہلائیں۔ یہ آئیڈیا سب کو پسند آیا، لوگوں نے بت تراشے، ان کی تزئین کاری کی، جب بُت تراشنے والے گذر گئے، تو ان کی اولاد نے اپنی محفلوں میں ان بتوں کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ ان کی پوجا ہونی چاہیے۔ اب کیا تھا..... صبح شام لوگ بتوں کے سامنے آ کر حاضری دینے لگے، کوئی وہاں کھانا لا کر رکھ دیتا تو کوئی پھول اور کوئی دودھ پلاتا۔ بعد والی نسلوں نے جب اپنے پیشواؤں کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو وہ سمجھے کہ یہی ان کے دیوتا ہیں اور پھر وہ ان بتوں کی پوجا کرنے لگے۔ میری ان باتوں کو سن کر سادھو بابو نے کہا ''بات تو بہت صحیح ہے، اور یہ سمجھ میں بھی آتی ہے۔ آپ نے صحیح کہا کہ بتوں کی پوجا شروع انسانیت سے نہیں ہے''۔

اس طرح میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے میرا یہ سفر تبلیغ دین کا ذریعہ بن گیا۔ میرا خیال ہے کہ دعوہ ورک کے لیے کوئی خاص فنکشن اور تقریب و اجلاس کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی خاص ٹیم کی ضرورت ہوتی ہے یہ تو ہر مسلمان کا کام ہے۔ دعوہ ورک ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہ کام مسلمانوں کو ہر جگہ اور لحہ کرنا ہے لیکن بڑی فراست اور بہت خلوص کے ساتھ کہ اللہ کو بندوں کا خلوص مطلوب ہے۔

DECEMBER .indd 16 1/17/12 1:12 PM

سنئے! آپ کا بچہ آپ سے کیا چاہتا ہے؟

تحریر و تحقیق: اشتیاق احمد

حرفِ شکایت

آپ والدین بڑے "وہ" ہیں۔ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر مجھے مارتے پیٹتے رہتے ہیں بُرا بھلا کہتے ہیں دوسروں کا غصہ بھی مجھ پر نکالتے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے آپ بھول جاتے ہیں کہ آپ بھی کبھی بچے تھے۔ میری خواہش ہے کہ آپ اپنے آپ میں تبدیلی پیدا کریں۔ اپنے غصہ اور جذباتی پن پر کنٹرول کریں۔ کیونکہ مجھے آپ کی مدد، دوستی، محبت اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔ آئیں ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ شاہراہ زندگی پر یہ سفر ہنستے مسکراتے اور افہام و تفہیم کے ساتھ طے کیا جا سکے۔

آپ کا بیٹا/ بیٹی

- جب میں کوئی اچھا کام کروں تو مجھے شاباش ضرور دیں۔ اس سے میری حوصلہ افزائی ہوتی ہیں اور خوشی کا احساس ہوتا ہے۔
- مجھ میں ایسی مہارتیں پیدا کریں جو تاحیات میرے ساتھ رہیں۔
- میری فیملی میں ایسی سرگرمیاں ہوں جن سے میں ہر فیملی ممبر کی قربت محسوس کر سکوں۔
- مسجد میں مجھے اپنے ساتھ لے جائیں۔ نماز پڑھنا، نماز کے بعد ایک دوسرے کا حال احوال دریافت کرنا اور لوگوں سے ہاتھ ملانا مجھے اچھا لگتا ہے۔
- اپنے وعدے کا پاس کریں کیونکہ جب آپ کسی اچھے کام پر مجھے انعام دینے کا وعدہ کرتے ہیں مگر نہیں دیتے تو میری نظروں میں آپ بااصول نہیں رہتے۔
- میرے ایمان اور صحت و سلامتی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں اس سے میں اپنے آپ کو خوش قسمت اور محفوظ تصور کرتا/ کرتی ہوں۔
- کبھی کبھی میرے لیے کھانے کی کوئی چیز وافر مقدار میں لائیں اور مجھے اپنے دوستوں/ سہیلیوں کے ساتھ مل کر کھانے کا موقع دیں۔ اس سے مجھ میں وسعتِ قلبی، اخوت اور محبت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔
- عشاء کی نماز کے بعد مجھے سو جانے کا موقع دیں اور صبح جلدی بیدار کر دیا کریں۔ کیونکہ جب میں نیند پوری کر کے اٹھتا/ اٹھتی ہوں تو دن بھر ہشاش بشاش رہتا/ رہتی ہوں اور دل لگا کر کام کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر جس دن تاخیر سے سونے کا موقع ملے تو اگلے دن بوریت سی ہوتی ہے۔ کسی کام کو جی نہیں چاہتا۔
- اس بات کا دھیان رکھیں کہ ٹی وی، وی سی آر، ٹیپ ریکارڈ، کمپیوٹر اور ویڈیو گیمز وغیرہ میری اخلاقی اور جسمانی صحت کو خراب نہ کرنے پائیں۔
- جب کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو میرے ساتھ پلیز چیخ چلا کر بات نہ کریں۔ آپ کو لال پیلا دیکھ کر میں اپنے آپ کو خوف زدہ اور بکھرا بکھرا سا محسوس کرتا/ کرتی ہوں۔
- کبھی کبھی چھٹی کے دن مجھے اپنے ساتھ سیر و تفریح کے لیے لے جائیں۔ سبز گھاس، خوبصورت پھول، آبشاریں، جھولے، پرندے اور جانور مجھے اچھے لگتے ہیں۔
- سزا دیتے وقت یہ بتانا نہ بھولیں کہ مجھے سزا کیوں دی جا رہی ہے؟ ایسی وجوہات بتائیں جو میری سمجھ میں آسکیں۔
- میری موجودہ غلطی کے ساتھ گذشتہ غلطیوں کی فہرست نہ دہرائیں بڑوں سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں۔ میں تو پھر بھی بچہ ہوں۔
- مجھے نکما، بے وقوف اور گدھا کہہ کر نہ پکارا کریں۔ کیا آپ کی ڈکشنری میں میرے لیے اس سے اچھے الفاظ موجود نہیں۔
- جب آپ مجھے خود قرآن مجید پڑھاتے ہیں اور سکول کا ہوم ورک کرنے میں میری مدد کرتے ہیں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ کو واقعی مجھ سے محبت ہے۔ ورنہ آجکل والدین کے پاس اپنے بچوں کے لیے وقت کہاں ہے؟۔
- جب گھر میں کوئی اچھی چیز پکتی ہے اور آپ میرے ہاتھ اس میں سے کچھ حصہ ہمسائے کے گھر بھجواتے ہیں تو مجھے عجیب سی روحانی خوشی کا احساس ہوتا ہے۔
- کبھی کبھار میرے دوستوں/ سہیلیوں کو اہتمام کے ساتھ کھانے پر بلائیں ہمارے اکٹھے کھانا کھانے سے مجھے اخوت اور بھائی چارے کا سبق ملتا ہے۔
- اگر ممکن ہو تو کم از کم ایک وقت کا کھانا میرے ساتھ ضرور کھائیں۔
- مجھے کھانے پینے کے آداب سکھانے کے ساتھ ساتھ بھوک رکھ کر کھانے کی عادت ڈالیں۔
- کھانے کے معاملے میں کبھی کبھی میری پسندیدہ ڈش مجھ سے پوچھ کر تیار کروائیں۔
- مجھے اپنے رشتے داروں کے بارے میں معلومات دیں اور وقتاً فوقتاً ان سے ملاقات کا بھی اہتمام کریں۔
- آپ بڑے ہیں اور میں چھوٹا۔ اس لیے میری غلطیوں پر درگزر کر کے اپنے بڑا ہونے کا ثبوت دیں اور اچھے طریقے سے میری اصلاح کریں۔
- جب آپ مجھ سے چیزیں چھپا چھپا کر رکھتے ہیں تو میں اپنے دل میں عجیب سی تنگی محسوس کرتا/ کرتی ہوں۔ آپ کا ایسا رویہ مجھے چوری کی عادت ڈال سکتا ہے۔
- مجھے شدت پسندانہ نظریات و خیالات سے دور رکھیں۔ مجھے ان لوگوں کے شر سے بچائیں جو فرقہ واریت، ذات پات، زبان اور رنگ و نسل کی بنیاد پر نفرتیں پھیلاتے ہیں۔
- مجھے میرے پیارے رسول ﷺ کی پیاری پیاری باتیں کہانی کی صورت میں بتایا کریں۔ مجھے یہ باتیں بڑی پیاری لگتی ہیں۔ جان سے بھی زیادہ پیاری۔
- مجھے نماز سکھائیں اور اس میں پڑھے جانے والے الفاظ کا مفہوم بھی سمجھائیں، مجھے نماز سمجھ کر اور باقاعدگی سے پڑھنے کی عادت ڈالیں۔
- مجھے اپنے دوستوں کے بارے میں بتائیں اور کبھی کبھی ان کے ہاں لے بھی جائیں۔
- مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے کھلونوں سے دوسرے بچوں کو بھی کھیلنے دوں۔
- مجھے جنوں بھوتوں کی کہانیاں سنا کر بزدل نہ بنائیں بلکہ بہادر لوگوں کی کہانیاں سنا کر بہادر بنائیں۔
- مجھے بچوں کی اچھی اچھی سی ڈیز لا کر دیں۔ یہ میری تربیت اور تفریح طبع کے لیے بہت ضروری ہیں۔ تجھے کیا ملے گا نماز میں، قرآنی قصے، چاند نگر سے تڑم تم تڑم، کیسٹ کہانی، کیسٹ ڈائجسٹ والیم 1 تا 10 منزل، نیکی کے ہم لوگ سپاہی، کلام اقبال، عنایت چچا کی محفل، اے خدا! قرآن کی تفہیم دے، بہادر، صیام، نغماتِ رمضان، عید کا تحفہ، بگلا بھگت، انگوروں کی چوری، Allahtoturn، حسن یوسف، محمد بن قاسم (حصہ اول و دوم)، پہلے انسان کی کہانی، نشانِ حیدر، مومن کا ہتھیار اور کامیابی کا زینہ بہت پیاری سی ڈیز ہیں۔ یہ فہرست میرے دوست عرفان نے بنا کر دی ہے۔ اس نے اپنے گھر میں اچھے اچھے کیسٹ اور سی ڈیز کی ایک لائبریری بنائی ہوئی ہے۔ (جاری)

DECEMBER .indd 17 1/17/12 1:12 PM

طب وصحت

تیسری قسط

ڈاکٹر بلیغ الدین جاوید

’فرسٹ ایڈ‘ یا گھریلو علاج

ہاتھوں کو ملائم کرنے کے لیے :

☆ رات کو سونے سے پہلے لیموں کا عرق اور گلیسرین لیں اور ہاتھوں پر ملیں اور اسی حالت میں سو جائیں صبح صاف پانی سے ہاتھ صاف کرلیں، ہاتھ نرم و نازک ہوجائیں گے۔

☆ ہاتھوں پر زیتون کا تیل یا ٹماٹر کے ٹکڑے ملئے، اس طرح ہاتھ نرم و نازک ہوجائیں گے۔

زہریلے کیڑے کے کاٹے کے درد کے لیے : کوئی چھوٹا سا زہریلا کیڑا کاٹ لے اور درد محسوس ہو رہا ہو تو آپ لیموں کا رس نکال کر اس مقام پر ملئے شفا نصیب ہوگی۔

چہرے کے دانے ختم کرنے کے لیے : کالی مرچ لیں اور اسے صندل کی طرح رگڑ کر چہرے پر یہ لیپ مل لیں ۔ دو چار روز ایسا کرنے سے چہرے سے دانے ختم ہوجائیں گے۔

منہ کی بُو ختم کرنے کے لیے : دن میں دو یا تین بار سونف چبایئے اور اس کا عرق پی لیجئے چند دنوں میں آپ کے منہ سے بدبو کی بجائے خوشبو آنے لگے گی۔

بال سفید ہونے سے بچانے کے لیے :

بال اگر وقت سے پہلے سفید ہونا شروع ہوجائیں تو رات سونے سے پہلے ایک پاؤ دودھ میں چند قطرے بادام روغن ملا لیجئے اور حسب ذائقہ چینی اس میں ملا کر پی لیجئے ۔ آپ ایسا روزانہ کریں کچھ عرصہ بعد بال سفید ہونا بند ہوجائیں گے۔ اور سفید بال بھی اپنی رنگت سیاہی مائل کرلیں گے۔

رنگت کو گورا کرنے کے لیے :

☆ خستہ سا ململ کا ٹکڑا لیں اور اسے پانی میں ڈال کر تیز آگ پر اُبال لیں جب آدھا گھنٹہ وہ پک جائے تو اس طرح جو بھاپ دیگچی سے اٹھ رہی ہو وہ اپنے چہرے کو دینا شروع کردیں۔ جب کپڑا گرم ہوجائے تو اسے پانی سے نکال لیجئے اور قابلِ برداشت گرم ہو تو اسے چہرے پر رکھ کر پانچ منٹ تھپکیں اور چہرے پر کوئی کریم مل کر سو جائیں۔ صبح اُٹھ کر منہ دھولیں ۔ وہ لوگ جن کا رنگ بیحد سیاہ ہے وہ بھی اسے آزمائیں۔ وہ جلد شفا حاصل کرلیں گے۔

☆ انڈے کے چھلکے، سوکھے مالٹے کے چھلکے اور لال دال مسور ہم وزن لے لیں اور خوب پیس لیں ۔ اسے پانی میں ڈال کر آمیزہ سا بنالیں اور اسے ہر روز چہرے پر لگائیں ۔ چہرے کی رنگت نکھرنا شروع ہوجائے گی اور رنگ سفیدی مائل ہوجائے گا۔

زکام کے خاتمہ کے لیے :

☆ دہکتے ہوئے کوئلوں پر ذرا سی چینی ڈال لیں اور اسے سونگھیں ۔ اس دھوئیں سے آپ کا زکام دور ہوجائے گا۔

☆ آٹے کا چھان آدھا پاؤ لیں اور اسے پاؤ بھر پانی میں پکالیں ۔ جب دو تین بار اُبال آجائے تو آپ نمک یا چینی جو مناسب سمجھیں اس میں ملا کر استعمال کریں ۔ سرد پانی ہرگز نہ پئیں، زکام دور ہوجائے گا۔

☆ زکام کی میعاد صرف تین دن ہوتی ہے اس کے بعد زکام ازخود ختم ہوجاتا ہے ۔ اس دوران کھٹائی، تیل اور سرد اشیاء سے پرہیز کریں بغیر کسی دوا کے زکام ختم ہوجائے گا۔

کھانسی کے خاتمہ کے لیے :

☆ کھانسی اگر بچے کو ہے تو اسے چھوٹی الائچی پیس کر کھلا دیجئے کھانسی ختم ہوجائے گی ۔ یا شہد گرم کرکے بچے کو دیں ۔ یا ادرک کا عرق نکال لیں اور اسے شہد میں ملا کر بچے کو دیں، اس سے بھی کھانسی ختم ہوجائے گی۔

☆ آٹے کا چھان ۵۰ گرام لیں، پھر اُبلے ہوئے انڈے کی زردی لیں اور اسے شہد میں ملا کر کھائیں ۔ اس عمل سے سخت سے سخت کھانسی کو بھی شفا نصیب ہوتی ہے۔

نسیان کا مرض ختم کرنے کے لیے :

نسیان کے شکار مریض کو دار چینی بیحد فائدہ دیتی ہے ۔ دن میں دو تین بار دار چینی کا ٹکڑا منہ میں ڈال کر چبانے سے مرض نسیان دور ہوجاتا ہے۔

لقوہ سے نجات پانے کے لیے : سیاہ کبوتر لیں اور اسے ذبح کرکے پکالیں اور ہر دوسرے دن کھائیں ۔ دو تین کبوتر کھانے سے لقوہ ازخود ختم ہوجائے گا اور مکمل شفا نصیب ہوگی۔

بال چمکدار بنائیے : لیموں کا رس نکال لیجئے اور اسے بالوں میں ڈال کر خوب اچھی طرح مالش کیجئے ۔ کچھ دیر یوں ہی اُسے رکھیے اور پھر دھولیجئے بال چمکدار ہونا شروع ہوجائیں گے۔

بال لمبے کرنے کے لیے :

رات کو پانی میں املی ڈال کر بھگو رکھئے اور پھر صبح اس پانی سے بال دھوڈالئے، بال اس طرح دھونے کا عمل کم از کم ایک ہفتہ ضرور کیجئے اور پھر بالوں میں ناریل کا تیل ڈال کر ملئے، بال لمبے ہوجائیں گے۔

پھوڑے پھنسی کے خاتمہ کے لیے : جس جگہ پھوڑا پھنسی ہو تل کے تیل اور مرغی کے انڈے کی سفیدی ملا کر اس کا لیپ کردیں ۔ پھوڑا پھنسی ازخود ختم ہوجائے گا۔

قبض کے خاتمہ کے لیے : بغیر چھنے آٹے کی روٹی کا استعمال کیجئے، قبض ختم ہوجائے گا۔ سونف اور گل قند ملا کر قبض کا خاتمہ ہوجائے گا۔

انجیر گرم دودھ میں ڈال کر پی لیں ۔ یا دودھ میں بھیگی ہوئی انجیر کھایئے قبض دور ہوجائے گا۔

دانت کا درد ختم کرنے کے لیے : لہسن کا پانی نکال لیجئے اور اسے داڑھ یا دانت پر روئی کے پھاہے میں بھگو کر لگایئے اور منہ کو کھلا چھوڑ دیجئے ۔ مواد نکل جائے گا اور درد ختم ہوجائے گا۔

جلنے والی جگہ کے آرام کے لیے : اگر جسم کا کوئی حصہ جل یا جھلس جائے تو اس پر فوراً سرسوں کا تیل لگا دیجئے یا وہ عضو جو جل گیا ہے اسے فوراً سرسوں کے تیل میں ڈبو دیجئے آبلہ نہیں پڑے گا اور نہ ہی کوئی نشان وہاں ظاہر ہوگا

شہد کی مکھی یا بھڑ کے کاٹے کا علاج

ذرا سا نمک سرکہ میں ملا کر اس متاثرہ مقام پر لگایئے افاقہ ہوگا۔ جہاں ڈنک لگا ہے وہاں عرق کافور مل لیں ۔ جلن ختم ہوجائے گی اور ٹھنڈک پیدا ہوگی۔

دانتوں کے سیاہ نشان ختم کرنے کے لیے : چنبیلی کے پتے اُبال لیجئے اور ہر صبح اس پانی سے کلیاں کیجئے تو دانتوں پر پڑے سیاہ نشان ختم ہوجائیں گے اور دانتوں میں چمک پیدا ہوجائے گی۔

چہرے کی جلد نرم اور دلکش کرنے کے لیے :

☆ ایک انڈے کی زردی کو کسی پیالے میں ڈال لیں اور اس میں روغن بادام کے دو چائے کے چمچ ملا لیں ۔ چکنی جلد ہے تو بیس قطرے عرق لیموں شامل کرلیں ۔ سبھی کو چمچے سے خوب ہلا کر ملا لیں ۔ یہ جھاگ سا بن جائے گا اور آپ کی گھریلو کریم تیار ہوجائے گی ۔ اُسے آہستہ آہستہ چہرے پر ملئے اور دس بارہ منٹ تک ایسا کیجئے ۔ پھر چہرہ نیم گرم پانی سے مل کر صاف کرلیجئے ۔ چند دن میں چہرے پر کافی فرق محسوس ہوگا اور عمر بڑھنے کے باوجود چہرے کی دل کشی برقرار رہے گی۔

☆ غسل کرنے کے بعد لیموں کا عرق رخساروں پر مل لیجئے اور پھر کچھ دیر بعد سرسوں کا تیل لگا لیجئے ۔ پھر اسے تولیہ سے صاف کردیجئے ، آپ کا چہرہ گلاب کے پھول کی مانند ہوجائے گا۔ (جاری)

DECEMBER .indd 18 1/17/12 1:12 PM

عالمی خبریں

خبر ونظر

نماز سے ملازمت چلی گئی

نیویارک : ایک خبر رساں ادارے کے مطابق ریاستہائے متحدہ امریکہ میں کرایہ ٹیکسی کی کمپنی ہرتیز Hertz نے اعلان کیا ہے کہ اس نے 26 مسلمان ٹیکسی ڈرائیوروں کو سیٹاک ہوائی اڈے سے نماز کی محافظت کرنے کی وجہ سے برخواست کردیا ہے۔ کمپنی نے مزید کہا کہ آٹھ دیگر ڈرائیور جن کو کمپنی نے گذشتہ ماہ ستمبر میں ملازمت سے سبک دوش کردیا تھا اس شرط پر رکھ لیے گئے کہ وہ اپنی نمازوں کے اوقات کو رسمی ڈیوٹی میں شامل نہ کریں گے۔

قرآن سے متعلقہ شاہ عبداللہ شعبہ

ریاض: سعودی عرب کے حکمراں شاہ عبداللہ نے سعودی عرب کی تین بڑی یونیورسٹیوں میں قرآن سے متعلقہ ''خادم الحرمین الشریفین شعبہ'' کی تعمیری منصوبہ کو منظوری دے دی ہے۔ قرآن اور اس سے متعلقہ علوم کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کرنے اور قرآن کے ادبی اور سائنسی ذخائر پر کام کرنے کے مقصد سے سعودی عرب کی تین یونیورسٹیوں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض، جامعۃ ام القری مکہ مکرمہ اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں یہ منصوبہ نافذ ہوگا۔

نومسلمہ نے قرآن کا روسی ترجمہ کیا

ولے ریا بورو چووا جس نے بیس سال قبل اسلام قبول کیا، آج اس نے روسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے، ماہرین کے مطابق یہ ترجمہ روسی زبان میں سب سے افضل ترجمہ شمار کیا جا رہا ہے۔ ولے ریا کہتی ہیں: ''قرآن کے مطالعہ نے میرے اندر ایسا شوق پیدا کیا کہ میں روسی زبان میں ترجمہ قرآن کے لیے مجبور ہوگئی''۔ ولے ریا کے بقول وہ کوئی عالمہ یا فقیہہ نہیں ہیں البتہ انہوں نے ترجمہ قرآن کی مہارت حاصل ضرور کی ہیں اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی ہے وہاں علماء سے مشورہ بھی کرتی رہی ہیں۔ ترجمۂ قرآن کے تجربہ کے متعلق وہ کہتی ہیں کہ ''میرے شوہر عربی ہیں، سوریا کے دمشق شہر سے ان کا تعلق ہے، میرا قیام دمشق میں دس سال تک رہا ہے، وہیں عربی زبان سیکھا اور عربی روسی ڈکشنری بھی تیار کی''۔ ازہر یونیورسٹی کی توثیق کے بعد امارات کے حکمراں شیخ زائد نے پہلی بار اس کی طباعت کرائی۔ اب تک ترجمہ کے پانچ لاکھ نسخے طبع ہو چکے ہیں۔

جادو ٹونا سے سزائے موت تک

جدہ: سعودی عرب میں ایک سعودی خاتون کو جادو ٹونا کرنے کے الزام میں سزائے موت دیتے ہوئے اس کا سر قلم کردیا گیا ہے۔ سرکاری سعودی خبر رساں ادارے نے وزارت داخلہ کے حوالے سے کہا ہے کہ سعودی خاتون آمنہ بنت عبدالحلیم نصر کو شمالی صوبے جوف میں جادو ٹونا اور تعویز گنڈے کے جرم میں ملوث ہونے کی بنا پر سزائے موت دی گئی۔ سعودی عرب میں اسلامی شرعی قوانین نافذ ہیں، جس کی رو سے جادو ٹونا جیسے غیر اسلامی کاموں میں ملوث ہونے کی سزا موت ہے۔ اس سال سعودی عرب میں سر قلم کئے جانے والوں کی تعداد تہتر ہوگئی ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق اس وقت سعودی عرب میں ایک سو چالیس افراد سزائے موت پانے کے منتظر ہیں۔

اسرائیل میں اذان پر پابندی!؟

فلسطین: اسرائیل کی پارلیمنٹ میں مقبوضہ بیت المقدس کی تمام مساجد میں اذان پر پابندی کا مسودہ پیش کردیا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ اذان کے لیے لاوڈ اسپیکر کے استعمال سے یہودی آبادی کاروں کے آرام وسکون میں خلل پڑ رہا ہے۔ جبکہ بعض اسرائیلی ارکان نے اس کی مخالفت کی ہے۔

قبلۂ اول کی آزادی کا عزم

قاہرہ : مقبوضہ بیت المقدس پر جابرانہ قبضہ کی صیہونی سازشوں کے خلاف مصر اور اردن میں دو الگ الگ مارچ کئے گئے۔ مارچ کا مقصد مسئلہ فلسطین کی حمایت اور بیت المقدس کو یہودیت میں تبدیل کرنے کی سازش کے خلاف احتجاج کرنا تھا۔

دو سو سال پرانے اخبارات انٹرنیٹ پر

لندن : برطانوی لائبریری نے اٹھارہویں اور انیسویں صدی کے پرانے اخبارات کے تقریباً 40 لاکھ صفحات کی اسکیننگ کرکے انہیں آن لائن دستیاب کرایا ہے۔ برٹش لائبریری میں اخبارات کی اسکیننگ کے لیے ایک خصوصی ٹیم نے ایک برس کی سخت جدوجہد کے بعد یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔

25 ملین افراد کی ایڈس سے موت

جنیوا : سوشل ہیلتھ اینڈ ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقدہ ایڈس بیداری مہم کے دوران مقررین نے بتایا کہ دنیا میں تقریباً 25 ملین اموات صرف ایڈس سے ہوچکی ہے۔ اور دنیا میں اس وقت 33 ملین اور ہندوستان میں کم سے کم 25 لاکھ افراد ایڈس جیسی موذی بیماری میں مبتلا ہیں، جن میں خواتین کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔ مقررین نے بتایا کہ ایڈس سے متاثر زدہ افراد کے ہاتھ ملانے سے، ایک برتن میں کھانا کھانے اور پانی وغیرہ پینے سے ایڈس نہیں پھیلتا۔

محمد خالد اعظمی (کویت)

30 لاکھ افغان خشک سالی سے متاثر

کابل۔ افغانستان میں امدادی کاروائیوں میں مصروف بین الاقوامی تنظیموں نے متنبہ کیا ہے کہ ملک میں خشک سالی کے باعث 30 لاکھ لوگوں کو فوری امداد کی ضرورت ہے۔ اور اس خشک سالی سے ملک کے 34 میں سے 14 صوبے متاثر ہوئے ہیں۔ اگر ان لوگوں کو فوری امداد فراہم نہ کی گئی تو اندیشہ ہے کہ وہ مزید بھوک، خوراک کی قلت اور بیماریوں کا شکار ہوجائیں گے۔ اسی خشک سالی کا اثر ہے جس کی وجہ سے خوراک کی قیمتوں میں گزشتہ ایک سال کے دوران تقریباً 100 فیصد اضافہ ہو چکا ہے

13 سالہ لڑکی کو امن کا قومی انعام

اسلام آباد : پاکستانی لڑکی ملالہ یوسف زئی کو جس نے وادی سوات میں طالبان کے کنٹرول کے زمانے میں بچوں کے حقوق پر بے باکی سے اظہار خیال کیا تھا، آج اس لڑکی کو ملک کا قومی امن انعام عطا کیا گیا۔ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے اعلان کیا ہے کہ 13 سالہ یوسف زئی کو قومی امن انعام اور 5 لاکھ روپے نقد دیئے جائیں گے۔ حکومت نے امن اور تعلیم کے لیے لڑکی کی خدمات کے اعتراف میں یوسف زئی کو بین الاقوامی امن انعام برائے اطفال کے لیے نامزد کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا۔ وزیر اعظم نے کابینہ ڈویژن کو ہر سال 18 برس سے کم عمر بچوں کو قومی امن ایوارڈ دینے کی ہدایت بھی کی ہے۔

خواتین پر تشدد کے خاتمے کا عالمی دن

وشنگٹن۔ خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کے عالمی دن کے موقع پر نیویارک میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل بن کی مون نے تمام معاشروں اور بالخصوص نوجوانوں پر زور دیا ہے کہ وہ خواتین کے خلاف تشدد، کام کے دوران انہیں ہراساں کرنے اور ان کے خلاف جنسی زیادتیوں کے واقعات روکنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ ایک جائزہ کے مطابق ایتھوپیا کی 80 فیصد خواتین اور 50 فیصد مرد یہ سمجھتے ہیں کہ مخصوص حالات میں زندگی میں ایک بار بیوی کی پٹائی کرنا جائز ہے۔

جسم فروشی پر پابندی

پیرس: فرانس کی پارلیمنٹ نے ایک ایسی تجویز کی حمایت کی ہے جس کے تحت جسم فروشی کو ایک جرم قرار دیا جائے۔ تجویز کے مطابق جنسی تعلق کے لیے قیمت ادا کرنے والے شخص کو تین ہزار یورو تک جرمانہ اور چھ ماہ کی قید کی سزا دی جائے۔ فرانس کی اسمبلی نے اس تجویز کو منظور کرلیا ہے اور اس کی روشنی میں ایک بل تیار کیا جائے گا۔

DECEMBER .indd 19 1/17/12 1:12 PM

قرآن ہمارا دستورِ حیات ہے



انڈین مسلم ایسوسی ایشن حلقہ فاحیل نے ۸ دسمبر ۲۰۱۱ء بعد نماز عشاء ''قرآن فہمی سب کے لیے'' کے موضوع پر ایک عمومی اجتماع منعقد کیا جس میں تقریباً چار سو افراد نے شرکت کی، پروگرام کا آغاز حافظ محمد شریف کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ مولانا مسعود شہاب نائب صدر IMA نے اپنے افتتاحی کلمات میں پروگرام منعقد کرنے والوں اور شرکاء کو داد تحسین پیش کرتے ہوئے پروگرام کی غرض وغایت بیان کی۔ پروگرام کے مہمان خصوصی IPC شاخ فاحیل کے مدیر محترم منیف الحجی نے IMA کے احباب کا شکریہ ادا کیا کرتے ہوئے کہا کہ آج کے دور میں اتنے اہم موضوع پر عمومی پروگرام منعقد کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں، ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں نے مجھے مدعو کیا میں اس طرح کی مجلسوں میں آکر اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہوں، انہوں نے مزید کہا کہ دین علمائے کرام کی جدوجہد سے پھیلا ہے، قرآن ہمارا دستور حیات ہے، کیونکہ قرآن میں تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ لہذا قرآن کو پڑھیں، یاد کریں، سمجھیں اور اپنی زندگی میں جاری کرلیں۔ مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب نے ''قرآن سے ہمارا تعلق کیسا'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا چلنا پھرنا قرآن کا عملی نمونہ ہونا چاہیے۔



انجینئر ارشد صدیقی صاحب نے ''قرآن دور حاضر میں'' جیسے اہم موضوع پر سائنسی نقطہ نظر پیش کرتے کہا کہ قرآن نے جو باتیں آج سے چودہ سو سال پہلے بتائی ہیں آج کے سائنس داں مختلف طریقوں سے انہیں بار بار پیش کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔

اپنے صدارتی خطاب میں حافظ حفیظ الرحمان نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''تم میں بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے سکھایا''۔ اس سے قرآن کی اہمیت وافادیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

جناب مشتاق مہدی صدر IMA حلقہ فاحیل نے اپنے اختتامی کلمات میں مقررین، شرکاء اور تمام تعاون کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا، مزید انہوں نے پروگرام کی اہمیت کو بھی اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے اور قیامت تک رہے گی، دنیا وآخرت میں نجات حاصل کرنے کے لیے قرآن کو پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اور دوسروں تک اس کے پیغام کو پہونچانا ہمارا اخلاقی اور دینی فریضہ ہے، اس اہم پروگرام میں سو سے زائد ترجمۂ قرآن ضرورت مندوں میں مفت تقسیم کئے گئے۔ (رپورٹ: محمد خالد اعظمی)

کویت کی صحرائی فضا میں ایک تفریحی پروگرام



کویت کی صحرائی فضا میں ایک ایمان پرور دن گذارنے کے لیے سلیل میں واقع لجنۃ احیاء التراث الاسلامی شاخ جہرا کے خیمہ میں مسلم کمیونٹی کے ساتھ IPC کے نومسلموں کا تفریحی پروگرام منعقد کیا گیا جس میں ایک بڑی تعداد میں ہندو پاک کے مسلم مرد وخواتین کے علاوہ نومسلم مرد وخواتین اور بعض غیر مسلموں نے شرکت کی۔ مختلف ایمانی مواعظ، تفریحی اور ثقافتی سرگرمیوں پر مشتمل یہ پروگرام صبح آٹھ بجے سے شام چار بجے تک کامیابی کے ساتھ چلتا رہا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، اس کے بعد ''اللہ کو راضی کرنے والے اعمال'' کے موضوع پر شیخ ظفر اللہ ندوی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اخلاص، نماز کی پابندی، بکثرت دعا، والدین کی اطاعت، حسن اخلاق یہ وہ اعمال ہیں جن سے اللہ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ کسی بھی عمل کی قبولیت میں اخلاص اور متابعت کا پایا جانا نہایت ناگزیر ہے۔ شیخ صفات عالم محمد زبیر تیمی صاحب نے ''بلند ہمتی: ترقی کی کنجی ہے'' کے موضوع پر لکچر دیا جس میں آپ نے بلند ہمتی اور پست ہمتی کے مظاہر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ بلند ہمت صاحب ایمان ہی ہوسکتا ہے جس کی کوششیں جنت کے حصول کے لیے ہوتی ہیں۔ آپ نے اللہ کے رسول ﷺ، ابوبکر صدیق ؓ، عمر فاروق ؓ اور عمر بن عبدالعزیز ؒ کی ہمتوں کا نمونہ پیش کرنے کے ساتھ ان وسائل کی طرف بھی اشارہ فرمایا جو بلند ہمتی میں معاون بن سکتے ہیں۔ پروگرام کے روح رواں شیخ فیض اللہ مدنی نے ''ماہ صفر اور بدشگونی'' کے موضوع پر جمعہ کا خطبہ دیا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ اسلام ایک صاف ستھرا دین ہے جس میں ہر قسم کی توہمات اور بدشگونی وبدفالی کی شدید مذمت کی گئی ہے۔

پروگرام کی دوسری نشست میں شیخ عبدالحفیظ مدنی نے جہالت اور اس کے نقصانات کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جہالت ایک مذموم صفت ہے۔ آپ نے امام احمد بن حنبل کا یہ قول بھی بیان فرمایا کہ لوگوں کو کھانا اور پانی سے زیادہ علم کی ضرورت ہے، اس لیے کہ ایک انسان دن میں ایک دو بار کھانے اور پانی کا محتاج ہوتا ہے جبکہ وہ سانس کی گنتی کے برابر علم کا محتاج ہے۔ آپ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ واجبی علم سے مراد توحید وسنت کا علم ہے اور اس علم کو نہ جاننے والے جاہل ہیں خواہ وہ دنیوی علوم کے ماہر ہی کیوں نہ ہوں۔

نماز عصر کے بعد شیخ فیض اللہ مدنی نے 'جنت اور اس کے حسین مناظر'' پر پُرمغز خطاب فرمایا آپ نے جنت کے محلات اور خیموں، جنت کے درختوں، جنت کی نہروں، جنت کی من پسند غذاؤں، جنت کی شراب، جنت کے سایوں، جنت کی کشادگی اور جنت کی حوروں کا ایمان افروز تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں ایسی نعمتیں ملیں گی جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی دل پر ان کا خیال گذرا ہوگا۔



DECEMBER .indd 20 1/17/12 1:12 PM



پروگرام کے آخری سیشن میں کویت میں مقیم معروف عالم دین اور خطیب شیخ عبدالخالق مدنی تشریف فرما تھے، آپ نے انتظامیہ اور حاضرین کو دلی مبارکباد پیش کی اور لوگوں کو قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے اور اس کی شفاف تعلیمات سے اپنے گھر اور معاشرہ کو منور کرنے کی ترغیب دلائی۔

پروگرام کا اختتام مختلف ثقافتی پروگراموں اور کھیل کود میں کامیاب ہونے والوں کے بیچ تقسیم انعامات پر ہوا، اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں چند باہمت نوجوانوں کا کلیدی رول رہا جو صبح سے شام تک حاضرین کی خدمت میں لگے رہے۔ ویڈیو ریکارڈنگ، ظہرانہ کی تیاری، حاضرین کے استقبال اور گیمز میں انہوں نے اپنی فولادی قوتوں کا مظاہرہ کیا۔ جن میں ابومریم بشیر، بدر منیر، محمد حنیف، محمد اقبال، سید اقبال، محمد نورالدین، محمد شریف، عبدالناصر، ایوب، ذاکر، عبدالقادر، کلیم، اعظم اور حنیف قابل ذکر ہیں۔ پروگرام کے سارے سیشن میں نظامت کے فرائض جناب محمد جامعی صاحب نے انجام دیئے۔ اس طرح یہ ایمان افروز تفریحی پروگرام شام چار بجے حسن وخوبی اختتام کو پہنچا۔

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی، کویت کے زیراہتمام سالانہ پکنک

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کویت نے ہر سال کی طرح اس دفعہ بھی حسن فطرت سے مستفید ہونے کے لیے شہری آبادی کے بے ہنگم شور سے دور ایک پکنک کا اہتمام کیا تاکہ صحرا کی کھلی فضا میں خالص وتازہ آب وہوا سے روح اور جسم کو معطر کیا جائے۔







9 دسمبر جمعۃ المبارک صبح سات بجے وفرہ کے نزدیک وسیع وعریض صحرا میں جہاں کھیل کے میدانوں کے ساتھ ساتھ کشادہ خیموں کا انتظام کیا گیا تھا خواتین وحضرات اور بچے اکٹھا ہونا شروع ہوگئے۔ قرآن وحدیث اور استقبالیہ کلمات پر مشتمل پوسٹرز اور بینرز نے جنگل میں منگل کا سماں بنا دیا تھا۔ صبح ۹ بجے خیموں کے اندر پروگرام کا آغاز ہوا، قاری عبدالرحمٰن نے تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی، محمد اطہر مخدوم نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور سارے دن کی سرگرمیوں کے بارے میں بتایا۔ ''اسلام میں تفریح کا مقام'' کے موضوع پر گفتگو اور آج کا دن کیسے گذارنا ہے کے بارے میں ذاکر احمد نے ہدایات دیں۔ ساڑھے ۹ سے بارہ بجے کا وقت کھیلوں کے لیے وقف تھا جس میں کرکٹ، والی بال، رسہ کشی اور بچوں اور بڑوں کی دوڑیں شامل تھیں۔ کھیلوں میں شرکاء نے عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ یوں تو سارے مقابلے ہی دلچسپ اور زبردست تھے مگر رسہ کشی میں خاصا جوش وخروش دیکھنے میں آیا۔

پلٹنا جھپٹنا اور جھپٹ کر پلٹنا لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

اس دوران خیموں کے اندر بھی بچوں کے مقابلے ہو رہے تھے جن میں حسن قرأت، نعت اور تقریریں شامل تھیں۔

ٹھیک بارہ بجے فضا اللہ اکبر کے نعرہ سے گونج اٹھی اور مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن نے نہایت ہی پراثر اور ایمان افروز خطبہ جمعہ دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی سنہری اور عظیم تاریخ کے حوالے سے یاد دلایا کہ یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے انسانوں کو شعور دیا، رہنے سہنے کے طریقے سکھائے، سولہویں صدی عیسوی کی تاریخ دیکھ لیں مغرب کہ جس کو اپنی عظمت اور ترقی اور علم کا بہت گھمنڈ ہے اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، ہر فن میں مسلمان بے مثال اور یکتا تھے، پھر انہوں نے منصوبے بنائے کہ کس طرح مسلمانوں کو کمزور کیا جائے اور وہ آہستہ آہستہ اس میں کامیاب ہوگئے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ مسلمانوں کو کامیابی اور کامرانی ضرور ملے گی مگر اس ترقی کا راز ایمان اور قرآن میں ہے۔

نماز عصر کے بعد دوسرے سیشن میں انچارج میڈیا سیل جاوید اقبال نے کویت میں اسلامک ایجوکیشن کمیٹی اور پاکستان میں الخدمت فاؤنڈیشن کی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک ویڈیو پریزنٹیشن پیش کی جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کے صدر اخلاق احمد نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ تقریباً تیس سال قبل کویت میں گنتی کے چند افراد اس مشن کو لے کر اٹھے تھے، چند نحیف ہاتھ تھے لیکن اخلاص ان کا سرمایہ تھا، ایمان ان کی پونجی تھی اور محبت رسول ان کا زاد راہ تھا چنانچہ اللہ پاک نے ان کی کوششوں میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ گلشن مصطفیٰ کے ان پھولوں کی مہک کویت سے باہر بھی محسوس کی گئی، پاکستان میں سیلاب کی آفتیں ہوں یا زلزلے کی تباہ کاریاں اہل وطن کی خدمت اپنی بساط سے بڑھ کر کی۔

پروگرام کے آخری سیشن میں اخلاق احمد، حامد محمود اطہر، مولانا محمد کمال، مولانا حفیظ الرحمٰن، انجنیئر اطہر علی خان، مشتاق احمد اور نعیم ارشاد نے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی اور تکریم کے لیے اپنے ہاتھوں سے انعامات تقسیم کئے۔

اس پکنک پروگرام میں پاکستانیوں کی ایک اچھی خاصی تعداد نے شرکت کی جس میں کویت میں موجود دوسری پاکستانی تنظیموں کے نمائندے بھی موجود تھے۔ (رپورٹ: محمد اطہر مخدوم)

DECEMBER .indd 21 1/17/12 1:12 PM

CALENDAR 2012

January

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
1	2	3	4	5	6	7
8	9	10	11	12	13	14
15	16	17	18	19	20	21
22	23	24	25	26	27	28
29	30	31				

February

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
			1	2	3	4
5	6	7	8	9	10	11
12	13	14	15	16	17	18
19	20	21	22	23	24	25
26	27	28	29			

March

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
				1	2	3
4	5	6	7	8	9	10
11	12	13	14	15	16	17
18	19	20	21	22	23	24
25	26	27	28	29	30	31

April

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
1	2	3	4	5	6	7
8	9	10	11	12	13	14
15	16	17	18	19	20	21
22	23	24	25	26	27	28
29	30					

May

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
		1	2	3	4	5
6	7	8	9	10	11	12
13	14	15	16	17	18	19
20	21	22	23	24	25	26
27	28	29	30	31		

June

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
					1	2
3	4	5	6	7	8	9
10	11	12	13	14	15	16
17	18	19	20	21	22	23
24	25	26	27	28	29	30

July

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
1	2	3	4	5	6	7
8	9	10	11	12	13	14
15	16	17	18	19	20	21
22	23	24	25	26	27	28
29	30	31				

August

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
			1	2	3	4
5	6	7	8	9	10	11
12	13	14	15	16	17	18
19	20	21	22	23	24	25
26	27	28	29	30	31	

September

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
						1
2	3	4	5	6	7	8
9	10	11	12	13	14	15
16	17	18	19	20	21	22
23	24	25	26	27	28	29
30						

October

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
	1	2	3	4	5	6
7	8	9	10	11	12	13
14	15	16	17	18	19	20
21	22	23	24	25	26	27
28	29	30	31			

November

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
				1	2	3
4	5	6	7	8	9	10
11	12	13	14	15	16	17
18	19	20	21	22	23	24
25	26	27	28	29	30	

December

Sun	Mon	Tue	Wed	Thur	Fri	Sat
						1
2	3	4	5	6	7	8
9	10	11	12	13	14	15
16	17	18	19	20	21	22
23	24	25	26	27	28	29
30	31					

DECEMBER .indd 22 1/17/12 1:12 PM